U0075

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ محض اسی کے فضل و توفیق سے کتاب فیض انتساب
نسخۂ لاجواب مردمک چشم اولی الالباب جو درحقیقت تمام تفاسیر معتبرہ کا تمثیل انتخاب
اور احادیث حسنہ صحیحہ مقبولہ کا بے نظیر اقتباس اور حسن الفوائد کا کامل اور
مکمل ضابطہ ہے مسمّی بہ

پارہ عم ۳۰

احسن التفاسیر

مؤلفہ رئیس المفسرین سند المحدثین
خاقان اقالیم تحقیق قہرمان ممالک تدقیق مروج دین متین نبوی شہسوار عرصہ
معانی علامۂ زمن جناب مولانا سید احمد حسن سابق تعلقدار اول حیدرآباد دکن حسب

ایماء ذی المجد الاکرم سید محمد معظم مرحوم المغفور مالک مطبع فاروقی باہتمام احقر الانام سید عبد السلام

مطبع فاروقی واقع دہلی میں ۱۳۲۵ بتحسین زیبائش مطبوع ہوئی

سورۃ النبا مکیۃ وھی اربعون اٰیۃ وفیھا رکوعان

امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورۃ مکی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ۝ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝

کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں اس بڑی خبر سے جس میں وہ کئی طرف ہو رہے ہیں یوں نہیں اب جان لینگے

ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝

پھر بھی یوں نہیں اب جان لینگے

اگرچہ مجاہد کا قول یہ ہے کہ بڑی خبر سے مراد قرآن شریف ہے لیکن قتادہ اور اکثر سلف کا قول یہ ہے کہ بڑی خبر سے مراد حشر اور قیامت ہے آگے کی آیتوں میں خود اللہ تعالیٰ نے بھی قیامت کا ہی ذکر فرمایا ہے۔ اس لیے یہی قول قرآن شریف کے مطلب کے موافق معلوم ہوتا ہے اسواسطے حافظ ابن کثیر نے اس قول کو ترجیح دی ہے حشر اور قیامت کی بہت سی باتیں انسان کی عقل میں نہیں آتیں اسواسطے اسلام لانے سے پہلے مکہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے حشر و قیامت کی باتوں میں طرح طرح سے جھگڑتے تھے کبھی کہتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی خاک مٹی میں مل جاویگی پھر اوس خاک کا پتلا کیونکر بن جاویگا کبھی کہتے تھے کہ آگ میں نہ معلوم کا پتلا کیونکر ہوگا کبھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ اللہ تعالیٰ نے اونکا جواب دیا کہ ان کے بڑے بوڑھے ان کی آنکھوں کے روبرو دنیا سے اٹھ گئے اسواسطے یہ لوگ انکو معلوم ہے کہ ایکدن یہ بھی مر جاوینگے کیونکہ دنیا ہمیشہ نہیں رہنے والی۔ اور دنیا کے فنا ہو

بعد آخرت کی یہ سب باتیں ان منکروں کی آنکھوں کے سامنے آجاوینگے اور اوسوقت انکو ان باتوں کا یقین آویگا جسوقت کا یقین کچھ فائدہ نہ دیویگا۔ ہی یہ بات کہ آخرت کی باتیں اونکی عقل میں نہیں آتیں ایک بوند پانی سے انسان کا پیدا ہوجانا اور دنیا کے ہزارہا عجائبات کیا یہ سب انسان کی عقل میں آنے کی باتیں ہیں۔ پھر جس نے دنیا میں آنکھوں کے سامنے کے عجائبات خلاف عقل کو پیدا کرکے دکھا دیا وہ آخرت میں بھی خلاف عقل عجائبات پیدا کرنے پر قادر ہے اور دنیا کے عجائبات کو آنکھوں سے دیکھنے اور تجربہ کرلینے کے بعد اوسکی اوسقدرت کا انکار کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے۔ معتبر سند سے ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت سے حضرت شداد بن اوس کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب عقل وہی شخص ہے جو زندگی میں موت کے بعد کے لیے کچھ سامان کرلیوے اور کم عقل وہ شخص ہے جو تمام عمر شیطانی وسوسوں میں لگا رہے اور موت کے بعد اللہ سے راحت کی توقع رکھے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عمر کی روایت سے بھی معتبر سند سے ابن ماجہ طبرانی وغیرہ میں آئی ہے۔ اور یہ تو ایک ظاہر بات ہے کہ موت کے بعد کا کچھ سامان بغیر خالص نیک عمل کے نہیں ہوسکتا اور خالص نیت کا نیک عمل بغیر آخرت کے پورے یقین کے نہیں ہوسکتا اور آخرت کی بہت سی باتیں محض عقل سے سمجھہ میں نہیں آسکتیں اسواسطے بغیر اسکے انسان کی نجات کی صورت کوئی نہیں ہے کہ آخرت کی غیب کی باتیں جو بذریعہ وحی کے دنیا میں آئی ہیں اون کو بغیر عقل کے دخل کے انسان تسلیم کرلیوے اس تسلیم کے بعد آخرت کا یقین دل میں پیدا ہوجاویگا جس الیقین کے سبب سے خالص نیت کا نیک عمل ہونے لگیگا جو آخرت میں نجات کا باعث ہوگا۔ اور جو شخص ان غیب کی باتوں میں عقل کو دخل دیگا عقل تو ان باتوں کے سمجھنے سے عاجز ہے اسلیے وہ شخص طرح طرح کے شیطانی وسوسوں میں پڑکر اپنی عاقبت کو ضرور خراب کریگا۔ جس بات کی تاکید منظور ہوتی ہے تو اوسکو دو دفعہ کہا جاتا ہے جیسے مثلاً سانپ نکلنے کے وقت سانپ سانپ دو دفعہ کہتے ہیں اسواسطے کلا سیعلمون کو دو دفعہ فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ جن باتوں کو خلاف عقل سمجھکر یہہ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔ قریب ہے کہ مرتے ہی ان باتوں کو ضرور یہہ لوگ خوب اچھی طرح سے جان لیوینگے۔ کلا کا لفظ عربی میں کلام سے پہلے کے کلام کو غلط۔ اور کلا کے بعد کے کلام کو صحیح قرار دینے کے لئے آتا ہے۔ یہاں حاصل مطلب یہہ ہے کہ قیامت کے آنے میں اختلاف کا انا غلط اور اوسکا آنا ایسا صحیح ہے جو قریب میں آنکھوں سے دیکھ لیا جاویگا +

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا ۝ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۝ وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا ۝ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝

کیا ہمنے نہیں بنائی زمین بچھونا — اور پہاڑ میخیں — اور تمکو بنایا ہمنے جوڑے جوڑے — اور بنائی نیند تمہاری دفع ماندگی کو

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝

اور بنائی رات اوڑھنا — اور بنایا دن روزگار کو

اوپر ذکر تھا کہ حشر اور قیامت کی باتوں کو خلاف عقل خیال کر کے اسلام لانے سے پہلے مکہ کے لوگ اون باتوں میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے طرح طرح کی حجتیں کرتے تھے اسیواسطے اللہ تعالے نے اِن آیتوں میں دنیا کے چند عجائبات کا ذکر فرمایا
ہے جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں اور جنکی حالت کے دیکھنے سے بڑے بڑے عقل مندوں کی عقل دنگ ہے کیکی عقل میں نہیں
آسکتا ہے کہ اتنے بڑی سات زمینوں کو پانی پر بچھونے کی طرح کیونکر بچھایا ہے۔ اور ہون کے ٹھکنے اور جم جانے کے لیے اتنے
اتنے بڑے پہاڑوں کی میخیں اونمیں کیونکر ٹھونکی ہیں کہ جسطرح خیمہ کی میخیں ٹھونکدینے سے خیمہ خوب مضبوط اور چورس
ہوجاتا ہے۔ اوسیطرح پہاڑوں کی میخوں سے زمین خوب چورس اور مضبوط ہوگئی ہلتی جلتی نہیں اِنسان کو مرد اور عورت
کی صورت میں کسطرح پیدا کیا۔ کہ ایک سے دوسرے کی شباہت بالکل الگ ہے۔ ایک حضرت آدم اور حوا کے جسم میں افزایش
نسل کا یہہ مادہ کیونکر رکھا گیا۔ کہ جس سے قیامت تک کی نسل چلی گی۔ آدمی کے مرجانے اور مرجانے کے بعد جینے کی نشانی کے
لیئے سونے اور جاگنے کو کسطرح پیدا کیا ہے۔ ہر ایسے صاحب قدرت سے یہہ کیا بعید ہے کہ جسطرح اوسنے سہرے سے بغیر
کسی نمونہ کے ایکدفعہ یہہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ دوبارہ اسی نمونہ کیموافق جو کچھ چاہے پھر پیدا کر دیوے۔ کیونکہ جب
ایک چیز کا نمونہ قرار پاکر پیدایش دنیا سے اوس کے ختم ہوجانے تک ہزارہا برس تک وہ نمونہ چل چکا ہے تو پھر دوبارہ
اوسی چیز کا بنانا نہایت سہل ہے اِسی لیے سورہ روم میں فرمایا۔ وہوالذی یبدؤ الخلق ثم یعیدہ و ہو اہون علیہ
جسکا مطلب یہ ہے کہ اِن لوگوں کے تجربہ کیموافق بھی اسیطرح دوبارہ ہر چیز کا بنانا سہل ہے ورنہ اسکی قدرت کے
آگے تو سب کچھ سہل اور آسان ہے اور یہہ دوبارہ پیدائش اسواسطے ضرور ہے کہ دنیا کی پیدائش سے اُسکے ختم تک
جو کچھ نیکی بدی دنیا میں ہوئی ہے اوسکی جزا سزا ہوجاوے اور دنیا کی پیدائش بلانتیجہ نرہے چنانچہ اسی مطلب کو سورہ
جاثیہ میں اِن لفظوں سے ادا فرمایا ہے۔ وخلق اللہ السموٰت والارض بالحق ولتجزی کل نفس بما کسبت وہم لا یظلمون۔
جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ختم ہوجانے کے بعد نیک و بد کا انصاف نہ ہوتا۔ تو یہہ ایک بے انصافی تھی۔ کیونکہ نیکی کا
ثمرہ بدی کی پرسش کچھ بھی نہوتا۔ یہ خلاف انصاف ہے۔ اسلئے اللہ تعالے نے دنیا کو اِس ارادہ سے پیدا کیا ہے کہ دنیا
کے ختم ہوجانے کے بعد ایک دن نیک و بد کا انصاف ہوکر جزا و سزا ہوجاوے اور دنیا کا پیدا کرنا نا انصافی کی بنیاد پر
نرہے۔ سبات کہتے ہیں راحت اور سکون کو نیند سے تھکان رفع ہوکر آدمی کو ایک طرح کی راحت حاصل ہوجاتی ہے
اسلیے نیند کو سبات فرمایا۔ رات کو لباس اسلئے فرمایا کہ جسطرح کپڑا بدن کو ڈھانک لیتا ہے اسیطرح رات کا اندھیرا ہر چیز پر چھا جاتا
ہے اور دن کو روزگار کا موقع و محل اسلئے فرمایا کہ اوس میں پھر چلکر آدمی ہر طرح گذران کی صورت نکال سکتا ہے اگر
رات کی طرح دن کو بھی اندھیرا رہتا تو آدمی دنیا کا کوئی کام دہندا نہ کرسکتا تھا مسند امام احمد و ترمذی میں ابوہریرہ سے
ابوداؤد مسند بزار وغیرہ میں عباس اور ابوذر سے اور مستدرک حاکم میں عمرو بن العاص سے جو روایات ہیں اونکا حاصل
یہ ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک اور اسیطرح ایک زمین سے دوسری زمین تک پانسو برس کی راہ ہے اور

اور ہر آسمان کا فاصلہ بھی اسیقدر ہے۔ زمینوں میں پانسو پانسو برس کے راستہ کے ٹکڑے کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور باقی کے
ٹکڑے کی چند روایتیں ہیں جنمیں ایک سے دوسری روایتہ کو تقویتہ ہو جاتی ہے اس حدیث سے اون اہل ہیئت کا قول بے اصل
ٹھہرتا ہے جو کہتے ہیں کہ زمینوں کے مابین میں کچھہ فاصلہ نہیں ہے۔ اسیطرح صحیح بخاری وغیرہ میں صحابہ کی ایک جماعة سے روایات
ہیں۔ جنکا حاصل یہہ ہے کہ جو شخص ایک بالشت بھر زمین بھی کسیکی دبالیگا۔ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کے اوسیقدر
ٹکڑے کا ایک طوق بنایا جاکر ایسے شخص کے گلے میں ڈالا جاویگا۔ آیتہ اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن
اور اون حدیثوں سے اون متکلمین کا قول غلط قرار پاتا ہے جو زمین کے ایک ہونے کے قائل ہیں ترمذی وغیرہ میں حضرت
انس سے روایتہ ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ جب زمین پانی پر بچھائی گئی تو وہ ہلتی تھی۔ اسواسطے اوسکی مضبوطی کے لیے پہاڑ پیدا
کیے جاکر میخوں کی طرح اوسمیں ٹھونکے گئے اگرچہ اسکی سند میں ایک شخص سلیمان بن ابی سلیمان مجہول ہے لیکن آیتہ والقی
فی الارض رواسی ان تمید بکم سے اور مسند عبدالرزاق میں جو بعضے آثار ہیں اُن سے اِس روایتہ کی پوری تائید ہوکر
سلیمان کی مجہولیت کسیقدر رفع ہو جاتی ہے۔ سورہ انبیاء میں آوے گا کہ پہاڑوں کی میخیں زمین میں اس حکمت سے ٹھونکی
گئی ہیں کہ پہاڑوں میں گھاٹیاں بھی رکھی گئی ہیں۔ تاکہ پھرنے چلنے کا راستہ بند نہو صحیح بخاری وغیرہ میں جو حضرت عائشہ سے
روایتہ ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی شرارتوں سے بہت تنگ آ گئے تو اللہ تعالےٰ
نے ملک الجبال کو آپکے پاس بھیجا۔ اوس فرشتے نے آپسے کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو مکہ کے اردگرد کے دو پہاڑوں میں اہل مکہ کو
بھینچ کر انکا کام تمام کر دیا جاوے۔ آپنے فرمایا نہیں نہیں مجھکو تو اللہ کی ذات سے یہہ توقع ہے کہ اِن لوگوں کی نسل میں وہ لوگ
پیدا ہونگے جو اللہ کو وحدہٗ لاشریک اور مجھے اوسکا رسول جانیں گے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور خدمتوں کی تعیناتی
کی طرح پہاڑوں کے انتظام پر بھی فرشتوں کا ایک خاص گروہ تعینات ہے اور ملک الجبال اوسی گروہ کے سردار کا لقب ہے

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور چنی تمسے اوپر سات چنائی مضبوط ۔ اور بنایا ایک چراغ چمکتا ۔ اور اُتارا نچوڑتی بدلیوں سے پانی کا

ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝

ریلا کہ نکالیں ہم اُس سے اناج اور سبزہ ۔ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے

زمین کی عجائبات کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں آسمانی عجائبات کا ذکر ہے سات چنائیوں سے سات آسمان مراد ہیں مضبوطی
اُنکی سبکی آنکھوں کے سامنے ہے کہ ہزارہا برس سے بغیر کسیطرح کی حرکت کے بالکل بے سہارے کھڑے ہیں اور یہہ تو اوپر گذر چکا
ہے کہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کے راستہ کا فاصلہ ہے اور اسی قدر ہر ایک آسمان کا دل ہے
چمکتے ہوئے چراغ سے مراد سورج ہے کہ جسکی چمک ساری دنیا میں یکساں ہے۔ معصرات کے معنے میں سلف کے دو قول ہیں

ایک ہوا دوسرا خوب برسنے والا بادل مطلب دونوں قولوں کا یہ ہے کہ پہلے ہوا آسمان پر چلتی ہے اس سے بادل اکٹھے ہو کر جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے وہاں مینہ برستا ہے جس سے طرح طرح کا اناج میوہ اور جانوروں کا چارا پیدا ہوتا ہے۔ ماءً ثجاجًا کے معنے لگاتار بارش۔ الفافًا کے معنے خوب گھن کے درخت ❊

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا ۝ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۝ وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ
بیشک دن فیصلہ کا ہے ایک وقت ٹھہرا جسدن پھونکیں نرسنگا پھر چلے آؤ جٹ جٹ اور کھولا جاوے آسمان

فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِّلطَّاغِينَ
تو ہو جاویں دروازے اور چلائے جاویں پہاڑ تو ہو جاویں ریتا بیشک دوزخ ہے تاک میں شریروں کا

مَآبًا ۝ لَّابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝ لَّا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَ
ٹھکانا رہتے ہیں اسمیں قرنوں نہ چکھیں وہاں کچھ مزہ ٹھنڈک کا اور نہ کچھ پینا مگر گرم پانی اور

غَسَّاقًا ۝ جَزَاءً وِفَاقًا ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۝ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۝
بہتی پیپ بدلا ہے پورا وہ تھے توقع نہ رکھتے حساب کی اور جھٹلائیں ہماری آیتیں مکرا کر

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۝ فَذُوقُوا فَلَن نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۝
اور ہر چیز ہمنے گن رکھی ہے لکھہ کر اب چکھو کہ ہم نہ بڑھاتے جاوینگے تمپر مگر مار

منزل ۷

اوپر سونے جاگنے اور کھیتی اور باغوں کا ذکر تھا ان آیتوں میں حشر کا ذکر اس بات کے سمجھانے کے لئے فرمایا ہے کہ نیند کی مثال بیحس و حرکت کر دینے میں بالکل موت کی سی اور پھر جاگنے کی مثال بالکل حشر کی سی ہے۔ اسیطرح اناج کے بیج اور میوے کی گٹھلی کی مثال مردہ آدمی کے دفن کیسی ہے اور بیج اور گٹھلی سے پھر اناج اور میوہ کا پیدا ہونا بمنزلہ حشر کے ہے کیونکہ جسطرح مینہ سے یہہ چیزیں اوگتی ہیں اسیطرح حشر سے پہلے ایک مینہ برسے گا جس سے سب آدمیوں کے جسم تیار ہو جاوینگے پھر دوسرا صور پھونکا جاکر اون جسموں میں روحیں پھونکدی جاوینگی اور حشر قایم ہو جاویگا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایات ہیں جنمیں اس حشر سے پہلے مینہ برسنے کا ذکر ہے اگرچہ نیک و بد کا فیصلہ دوسرے صور کے اور اوس صور سے لوگوں کے قبروں سے اوٹھنے کے بعد ہوگا لیکن دنیا کا پیدا کیا جانا مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جانا یہہ سب کچھ نیک و بد کی جانچ اور اوسکے فیصلہ کے لئے ہے اسلئے اوس فیصلہ کا اہتمام زیادہ فرماکر اوسکا ذکر صور سے پہلے فرمایا اور یہہ تو سورہ زمر میں گذر چکا ہے کہ پہلے صور کے پھونکنے سے تمام دنیا اجڑ جاوے گی اور دوسرے صور کے پھونکنے سے سب جی اوٹھیں گے ان آیتوں میں منکرین حشر کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اسلئے مختصر طور پر فقط دوسرے ہی صور کا ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ جو کچھ دوسرے صور کے وقت ہوگا منکرین حشر فقط اوسکے ہی منکر تھے دونوں صوروں کے مابین میں چالیس

برس کا عرصہ لگنے کی بابت صحیح بخاری کے بعضے شارحوں نے یہ جو لکھا ہے کہ صحیح مسلم میں چالیس برس کے عرصہ کی روایتہ موجود
ہے یہ تو اون شارحوں کا سہو ہے صحیح مسلم میں تو چالیس برس کے عرصہ کی کوئی روایتہ نہین ہے۔ ہاں مسند ابن مبارک
تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن مردویہ میں جو روایتیں ہیں اونمیں چالیس برس کا ذکر ہے۔ دوسرے صور کے بعد جب سب
لوگ قبروں سے اوٹھکر میدان محشر میں جاکر کھڑے ہونگے اوسیوقت دوزخ کو ستر ہزار نکیلیں ڈالکر فرشتے میدان
محشر میں لا دینگے۔ جسکا ذکر صحیح مسلم ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایتہ سے آیا ہے اسیواسطے دوسرے صور
کے ذکر کے ساتھ اللہ نے ان آیتوں میں دوزخ کا ذکر فرمایا ہے۔ صور اوس نرسنگے کو کہتے ہیں جسکو اسرافیل علیہ السلام
دو دفعہ پھونکیں گے چنانچہ ترمذی ابوداؤد صحیح ابن حبان میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے جو روایتہ ہے اوس کا
حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے صور کے معنے پوچھے تھے آپنے وہی معنے بتلائے جو اوپر
بیان کیئے گئے ترمذی نے اِس حدیث کو حسن کہا ہے صحیح مسلم میں حضرت انس سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی نبی کے پیرو اسقدر کثرت سے نہونگے جسقدر کثرت سے
میرے پیرو ہونگے۔ اور مستدرک حاکم و طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی معتبر سند سے جو روایتیں ہیں اوس کا
حاصل یہ ہے کہ جو لوگ کسی نبی کے پیرو نہیں ہیں بلکہ اغوائے شیطانی سے کوئی گروہ بتوں کی، اور کوئی سورج۔ اور
چاند وغیرہ کی پوجا کرتا ہے اِن لوگوں کے گروہ قیامت کے دن الگ الگ بن جاوینگے۔ غرض اِن حدیثوں کے
موافق جٹ کے جٹ اور گروہ کے گروہ اللہ تعالے کے روبرو جانے کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑے یا بہت جسقدر لوگ
کسی نبی کے پیرو ہونگے وہ تو اپنے اپنے نبی کے ساتھ ہونگے اور باقی کے لوگوں کی جماعتیں الگ الگ ہونگے۔ آسمان
کے کھل جانے اور اوسمیں دروازے ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ محشر کے میدان میں طرح طرح کے انتظام کے لیے بہت سے
فرشتے آسمان سے اوتریں گے جیسے زمین پر اوترنے کے لیئے بہت سے دروازوں کی طرح کے راستے آسمان میں اللہ تعالے
کے حکم سے بن جاوینگے۔ قیامت کے دن نیا آسمان جو بنے گا۔ دوسرے صور کے ذکر میں یہ اوس نئے آسمان کا ذکر ہے
کیونکہ حال میں جو آسمان موجود ہے یہ تو پہلے صور کے صدمہ سے ٹوٹ جاویگا۔ پہاڑوں کی کئی حالتیں قرآن شریف میں
آئی ہیں کہ اول ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پھر دُھنی ہوئی روئی کے مانند ہو جاویں گے۔ یہ سب حالتیں پہلے صور کی وقت کی ہیں
دوسرے صور کے حال میں جہاں پہاڑوں کا ذکر ہے وہ اصل میں اوس زمین کے ذکر کے ساتھ ہے جو قیامت کے دن
نئی پیدا کیجاوے گی۔ یہاں پہاڑوں کے ذکر سے مطلب یہ ہے کہ پہلے صور کے وقت پہاڑ اوڑکر پھر لوٹے ہوئے رہینگے
اوس نئی زمین پر پہاڑوں کا کہیں نام و نشان بھی نہ ہوگا۔ بلکہ اون کی جگہ پر فقط ریت ہوگی۔ چنانچہ اِس مطلب کو اللہ تعالے
نے سورہ کہف میں اِن لفظوں میں ادا فرمایا ہے ویوم نسیر الجبال وتری الارض بارزۃ مرصاد اوس جگہ کو کہتے ہیں جہاں
ٹھہرکر دشمن پر قابو پانے کے لئے تاک لگائے جاتی ہے۔ حاصل معنے یہ ہیں کہ دوزخ پر جو ملائکہ تعینات ہیں وہ نافرمان

منزل ۷

لوگوں کی تاک میں لگے ہوئے ہیں اور ان نافرمانوں کے گرفتاری کے وقت کے منتظر ہیں احقاب حقبہ کی جمع ہے۔ ایک حقبہ کسقدر مدت کا ہوتا ہے۔ اسمیں سلف کا اختلاف ہے مگر مسند بزار میں ابوہریرہ کی روایتہ ہے کہ حقبہ اسّی برس کا ہوتا ہے۔ اس روایتہ کی سند میں ایک شخص حجاج بن نصیر راوی ہے جسکو بعضے علمائے ضعیف کہا ہے۔ لیکن ابن حبان نے اوسکو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے اسلئے حقبہ کی یہی تفسیر صحیح ہے جو اس روایتہ میں ہے آخر رکوع تک معنے ان آیتوں کے یہ ہیں کہ دوزخی دوزخ میں سالہا سال رہیں گے جہاں نہ اونکو کچھہ کسیطرح کی ٹھنڈک میسر آوے گی کہ دوزخ کی آگ سے کچھہ آرام ملے اور نہ گرم پانی اور دوزخیوں کے پیپ کے سوا کوئی ایسی چیز پینے کی ملے گی جس سے پیاس بجھے۔ بلکہ یہ لوگ قیامت اور اوسکی سزا جزا کے منکر تھے اور باوجود طرح طرح کی فہمایش کے اوس انکار پر انکو اصرار تھا۔ اور وہ انکار اور اصرار سب کچھ دفتر الٰہی میں لکھا جاتا تھا۔ اسلئے اس انکار اور اصرار کی سزا میں انپر دن بدن عذاب بڑھتا اور بدلتا رہیگا۔ اوسیکو جزاء وفاقا فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جیسے ان کے اعمال ویسی ہی انکی سزا ان آیتوں میں پہلے تو فرمایا کہ دوزخی دوزخ میں قرنوں رہوینگے پھر فرمایا کہ دوزخیوں کا عذاب دن بدن بڑھتا جائے گا۔ بعضے مفسروں نے پہلی آیتہ کہ جسمیں قرنوں کے عذاب کا ذکر ہے دوسری آیتہ سے جسمیں ہمیشہ عذاب کے بڑھنے کا ذکر ہے منسوخ ہونا لکھا ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ دونوں آیتوں میں سے کوئی آیتہ منسوخ نہیں ہے ایک مدت تک دوزخیوں پر ایک قسم کا عذاب رہے گا۔ پھر دوسری قسم کا عذاب ہوگا۔ اسیطرح دن بدن عذاب بڑھتا اور بدلتا جاویگا۔ مثلاً ایک مدت تک اون پر پیاس کا عذاب رہے گا۔ پھر گرم پانی ملے گا تو ایسا جس سے انتڑیاں کٹ کر نکل پڑیں گی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک آیتہ دوسری آیتہ کا بیان ہے دونو آیتوں میں سے کوئی آیتہ منسوخ نہیں ہے +

منزل

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا ۝ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝

بیشک ڈر والوں کو مراد ملتی ہے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ۝ جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا ۝

نہ سنیں گے وہاں بکنا اور مکرانا بدلا ہے تیرے رب کا دیا حساب سے۔

اوپر دوزخ اور دوزخیوں کا ذکر تھا اوس کے مقابلے میں ان آیتوں میں جنت اور جنتیوں کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے مفازا کے معنے سیرگاہ کے کیئے ہیں حدیقہ وہ باغ ہے جسمیں ہر طرح کے درخت ہوں انگور ایک خاص شان کا مزہ دار میوہ ہے اسلئے خاص طور پر اسکا نام جدا فرمایا کواعب سے مراد کواری اور اتراب سے مراد ہم عمر عورتیں دہاق کی معنے لبریز پیالہ شراب طہور کا پھر فرمایا کہ دنیا کی شراب نوشی کے بعد جسطرح کی بیہودہ باتیں ہوتی ہیں جنت کی شراب نوشی کے بعد ایسی کوئی بات نہوگی۔ جنت کو عطا اسلئے فرمایا کہ جس کسیکو جنت ملی گی وہ اللہ کے فضل سے عطا کے

طور پر ملے گی ورنہ انسان کی کیا طاقت ہے کہ تہوڑی سی عمر کے نیک عملوں کے بدلہ میں اللہ تعالےٰ کی دنیا کی بےشمار نعمتوں کی شکر گذاری کو پورا کر کے جنت کی اسقدر بےحساب نعمتین کو پا سکتا۔ چنانچہ واثلہ بن الاسقع سے مستدرک حاکم وغیرہ میں روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پچھلی امتوں میں ایک عابد تھا جسنے مدتوں ایک پہاڑ پر بیٹھکر عبادت کی تھی۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اوس عابد سے فرماویگا کہ میری رحمت کے سبب سے جا جنت میں چلا جا وہ عابد کہویگا یا اللہ میرے نیک عملونکا بدلہ کہاں ہے اللہ تعالےٰ اوسپر فرشتوں سے فرماویگا اچھا اس کے نیک عملونکا اون نعمتوں کیساتھہ تول کر اندازہ کیا جائے جو نعمتیں اسکو دنیا میں دی گئی تہیں اس اندازہ میں عابد کے سب نیک عمل فقط آنکھوں کی نعمت کے بدلے میں برابر ہو جاوینگے۔ آخر قائل ہو کر وہ عابد اللہ کی رحمت سے جنت میں جانے کا اقرار کریگا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اِن ہی نعمتوں کا شکریہ آدمی کے ذمہ ہونے سے صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ بغیر اللہ تعالےٰ کی رحمت کے کوئی شخص جنت میں نہیں جا سکتا۔ عطا کے ساتھہ حساب کا لفظ جو فرمایا اوسکا یہہ مطلب ہے کہ وہ حساب بھی ایک عطا ہے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ اکہرا ہونے کی جگہ دس سے لیکر سات سو تک کبھی اِس سے بھی زیادہ کا حساب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ٹہرایا ہے جسکا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہے +

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو انکے بیچ ہے بڑی مہر والا قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے جسدن کہڑی ہو روح

وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ

اور فرشتے قطار ہوکر کوئی نہیں بولتا مگر جسکو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا ٹھیک بات وہ دن ہے

الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

تحقیق پہر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹہکانا ہمنے خبر سنادی تمکو ایک آفت نزدیک کی جسدن دیکھہ لیوے آدمی

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

جو آگے بہیجا اسکے ہاتہوں نے اور کہے منکر کسیطرح میں مٹی ہوتا

منزل

اوپر ذکر تھا کہ جس شخص کو نیک عملوں کے بدلہ میں جنت ملے گی وہ محض عطائے الٰہی کے طور پر ملے گی اِن آیتوں میں اوس بےشمار عطا کی صراحت یوں فرمائی کہ زمین آسمان جنت اور نیکی کے ثواب کے درجہ کو بڑھانا سب کچھہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسکو جو کچھہ چاہے عطا کے طور پر دیدیوے اوسکی بارگاہ میں کچھہ کمی نہیں وہ رحمٰن ہے اوسکی رحمت بندوں پر عام ہے پہر فرمایا باوجود اس عام رحمت کے اوسکا جلال بھی ایسا ہے کہ قیامت کو جب اوس سے آمنا سامنا ہوگا تو بغیر اوسکے حکم کے اوس سے کوئی بات نہ کرسکے گا حضرت عبداللہ بن عباس کا مشہور قول یہی ہے کہ اس آیتہ میں روح سے

مراد بنی آدم ہیں مطلب یہ ہے کہ حشر کے دن بنی آدم اور ملائکہ اللہ کے روبرو صف باندھکر کھڑے ہونگے صحیح حدیثوں کے
موافق یہ ذکر اوسوقت کا ہے جب اللہ تعالےٰ نیک و بد کے فیصلہ کے لیے آسمان سے زمین پر میدان محشر میں نزول
فرماوے گا۔ اور لوگ سورج کی گرمی اور پسینہ سے گھبراوینگے۔ اور حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسےٰ تک سب انبیاء کے
پاس حساب وکتاب شروع ہوجانے کے لئے جاوینگے۔ اور کسی نبی کی جرأت اور طاقت اللہ تعالےٰ سے بات کرنے کی
نہ ہوگی۔ آخر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بات کرنے کا حکم ہوگا۔ اور آپکی شفاعت سے سب لوگوں کا
حساب وکتاب شروع ہوگا۔ چنانچہ اسکا ذکر تفصیل سے اوپر گذر چکا ہے۔ وقال صوابا کے یہ معنے ہیں کہ جسطرح اللہ کے اذن
بغیر حکم اللہ تعالےٰ کے اوس سے کوئی بات نہ کرسکے گا۔ اسیطرح اوسکی مرضی کے برخلاف کوئی کسیکی سفارش بھی نہیں
کرسکتا حاصل کلام یہ ہے کہ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کی مرضی کے خلاف اپنے باپ آذر کی بخشش یا تخفیف عذاب
کی سفارش نہ کرسکیں گے۔ سورۂ انبیاء میں ولا یشفعون الا لمن ارتضی۔ وقال صوابا کی گویا تفسیر ہے۔ پھر فرمایا جس دن
کے حساب وکتاب اور عذاب سے ان لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے اوس دن کا پیش آنا ایسا یقینی اور اسکی صداقت ایسی ایک
حق بات ہے کہ جسکو کوئی جھٹلا نہیں سکتا کسلئے کہ جن آیات قرآنی میں قیامت کے آنے کا ذکر ہے اون آیتوں کو یہہ
قیامت کے منکر لوگ محض ہٹ دھرمی سے جھٹلا رہے ہیں اگر اس ہٹ دھرمی کو چھوڑکر اپنی آنکھوں کے سامنے
کے انتظام دنیا پر بھی یہہ لوگ ذرا غور کریں تو اونکی سمجھہ میں اچھی طرح یہ بات آسکتی ہے کہ خود موجودہ انتظام اسکا مقتضی
ہے کہ دنیا کے ختم کے بعد قیامت جیسے ایک دن کی سخت ضرورت ہے کیونکہ دنیا میں بہت سے نیک لوگ ایسے ہیں کہ عمر بھر
دنیا کی اکثر راحتوں سے محروم رہے اور بہت سے بد لوگ ایسے ہیں کہ دنیا کی ہر طرح کی راحت میں اونکی ساری زندگی بسر ہوئی
اب دنیا کے چھوٹے چھوٹے حاکم و آقا تو اس بات کو بڑی ناانصافی گنتے ہیں کہ نیک و بد نوکر یا غلام کو ہمیشہ ایک حالت میں
رکھا جائے اوس احکم الحاکمین کے انصاف پر یہ دھبہ کون لگا سکتا ہے کہ اوسکی بارگاہ میں نہ نیکی کا کچھہ ثمرہ ہے نہ بدی کی
کچھہ پرسش چنانچہ اسی مطلب کو سورہ جاثیہ میں ان لفظوں سے ادا فرمایا ہے ام حسب الذین اجترحوا السیئات
ان نجعلھم کالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون وخلق اللہ السمٰوٰت و
الارض بالحق ولتجزیٰ کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون۔ اور اسی مطلب کی تاکید سورہ نون میں ان لفظوں سے
فرمائی ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین ما لکم کیف تحکمون۔ ان آیتوں کے اصلی معنے تو سورۂ جاثیہ اور سورہ نون
میں گذر چکے یہاں حاصل مطلب اسیقدر ہے کہ آخرت کا حال کسی نے آنکھہ سے تو ابھی تک دیکھا نہیں ہاں وہاں کا حال
دنیا میں اوسیقدر کسیکو معلوم ہوسکتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے رسول کو بتلایا ہے وہ حال
تو یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے انصاف میں یہہ بات ہرگز جائز نہیں کہ وہ دنیا کو دنیا کی ہی حالت پر رکھے۔ اور
ختم دنیا کے بعد دوسرا جہان سزا اور جزا کے لئے نہ پیدا کرے اور فرمانبرداروں و نافرمانبرداروں کو یکساں

منزل

کردیوے اسکے سوا اُنکی بچو باتیں جو یہ نافرمان لوگ بناتے ہیں وہ اُنکی باتیں بالکل بے ٹھکانے ہیں پھر فرمایا جب قیامت
کا آنا یقینی ہے تو آدمی کو چاہئے کہ اوسدن خدا کو اچھی طرح مونہہ دکہانے کے ارادہ سے جہاں تک ہوسکے نیکی کرے جس عذاب سے
اوسکو ڈرایا گیا ہے اوس سے ڈرکر برے کاموں سے پرہیز کرے اور یہہ خوب جان لیوے کہ دنیا میں نیک و بد جو کچھہ کریگا
اوسدن وہ سب اوسکے سامنے آنیوالا ہے دو روزنامچہ نویس خدا کی طرف سے ہر ایک شخص پر مقرر ہیں رات دن انسان کے
ہر قول و فعل کو لکھہ لینا یہی اونکا کام ہے شداد بن اوس اور عبد اللہ بن عمر کی روایتیں اوپر گذر چکی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا صاحب عقل وہی ہے جو زندگی میں موت کے بعد کا کچھہ سامان کرلیوے اور کم عقل وہ ہے جو عمر بھر برے
کاموں میں لگا رہے اور موت کے بعد پہر راحت کی توقع رکہے بخاری اور ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحت اور فارغ البالی اللہ تعالٰے کی یہہ دو بڑی نعمتیں ہیں جن
لوگوں کو اللہ تعالٰے نے یہ دو نعمتیں دیں اور پھر وہ اللہ کی عبادت سے غافل رہے تو ایسے لوگ بڑے ٹوٹے میں ہیں ترمذی
نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ پھر فرمایا جو کوئی اس فہمایش کے بعد بھی عقبٰی کے انکار پر اڑا رہے گا تو اوسکو وہاں ایسا
پچتاوا ہوگا کہ وہ عذاب کی سختی کے خیال سے یہہ آرزو کرے گا وہ خاک ہوجاتا تو اچھا ہوتا صحیح مسلم ترمذی مسند امام احمد
میں جو حضرت ابو ہریرہ سے روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ قیامت کے دن یہاں تک انصاف ہوگا کہ اگر کوئی سینگ والا
جانور بغیر سینگ والے جانور کو مار بیٹھے گا تو اوس سے بھی بدلہ لیا جاوے گا۔ بیہقی تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم کی روایتوں
میں اتنا اور زیادہ ہے کہ اس بدلہ کے بعد سب جانوروں کو خاک ہوجانے کا حکم ہوگا۔ اور وہ خاک ہوجاوینگے جانوروں کی
یہ حالت دیکھکر حشر کے منکر لوگ یہہ آرزو کرینگے کہ وہ ابھی اسیطرح خاک ہوجاتے تو عذاب سے بچ جاتے ❖

سورۃ النزعت مکیۃ وھی ست	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	واربعون ایۃ فیہا رکوعان
حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	موافق یہہ سورۃ مکی ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝

قسم ہے گھسیٹ لانیوالونکی ڈوبکر اور بند چھڑا دینے والونکی کھولکر اور پیرنے والونکی پیرنے کر پھر آگے بڑھتے دوڑکر پھر کام بناتے ہیں حکم سے۔

صحیح حدیثوں میں اللہ کے فرمانبردار لوگوں کی جان آسانی سے نکلنے کا۔ اور نافرمان لوگوں کی جان سختی سے نکلنے
کا ذکر آیا ہے اور آگے کی آیتوں میں نافرمان اور فرمانبردار لوگوں کا تذکرہ بھی ہے اسواسطے اگرچہ بعضے مفسروں نے
والنازعات والناشطات کی تفسیر میں اور اور کچھہ بھی لکھا ہے۔ مگر امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن
مسعود اور حضرت علی نے اِن لفظوں کی تفسیر سختی اور آسانی سے جان کھینچنے والے فرشتوں کی جو قرار دی ہے یہی
تفسیر صحیح حدیثوں کے مضمون کے موافق ہے اون حدیثوں میں ایک حدیث براء بن عازب کی سند معتبر سے مسند امام احمد اور

ابوداؤد کی روایتوں میں ہے جو نازعات اور ناشطات کی پوری تفسیر ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرمانبردار لوگوں کی قبض روح کیوقت اچھی شکل کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں اے نیک روح اللہ تعالے کی رضامندی اور مغفرت کی ہم تجھکو خبر دیتے ہیں جلدی سے جسم کو چھوڑ دے یہ خوش خبری سنکر وہ نیک روح جسم کو چھوڑ کر اسطرح آسانی سے نکلتی ہے جسطرح مشک کا دہانہ کھولدینے سے مشک کا پانی نکل جاتا ہے۔ اسطرح نافرمان لوگوں کی قبض روح کے وقت خوفناک صورت کے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں اے بدروح جسم سے نکل خدا کے غضب سے تیرا سامنا پڑنے والا ہے۔ یہہ خوفناک خبر سنکر وہ روح آدمی کے جسم میں جگہ جگہ چھپتی پھرتی ہے اور فرشتے اوسکو گھسیٹتے ہیں آخر بڑی دشواری سے جسم کو چھوڑتی ہے سابحات سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالے کا ہر طرح کا حکم بجالانے کے لیئے آسمان سے زمین پر اسطرح جلدی سے اوترتی ہیں جیسے کوئی پانی میں تیرتا ہے۔ سابقات سے وحی کے انبیا تک پہونچانے میں سبقت اور چستی کرنے والے فرشتے اور مدبرات سے وہ فرشتے مراد ہیں جو آسمان سے ہر ایک کام کی تدبیر اور انتظام کے لیئے زمین پر اوترتے ہیں ؞

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝

جسدن کانپے گی کانپنے والی اسکے پیچھے دوسری کتنے دل اوسدن دھڑکتے ہیں۔ اُن کے تیور نوے ہیں

يَقُولُونَ أَإِنَّا لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً ۝ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ

لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آوینگے اُلٹے پاؤں کیا جب ہوچکے ہم ہڈیاں کھوکھری بولے تو تو پھر آنا

خَاسِرَةٌ ۝ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

ٹوٹا ہے سو وہ تو ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آرہے ہیں میدان میں

منزل ۷

اوپر کی قسموں کے بعد اللہ تعالے نے ان آیتوں میں پہلے صور سے دنیا کے اوجڑ جانے اور دوسرے صور سے حشر کے ہوجانے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ حشر کا برپا ہونا ایسا یقینی ہے جسطرح قسم کہانے کے بعد کوئی بات یقینی ہوتی ہے۔ راجفہ سخت آواز کو کہتے ہیں یہاں مراد اس سے پہلا صور ہے۔ رادفہ وہ چیز ہے جو پہلی چیز کے بعد آوے یہاں اس سے مراد دوسرا صور ہے جو پہلے صور کے بعد پھونکا جاوے گا۔ واجفۃ کے معنے خوف زدہ کے ہیں۔ حافرہ کے معنے قبر کے ہیں حاصل یہ ہے کہ حشر کے منکر لوگ کہتے تھے کہ جب قبر میں بدن گل سڑ گیا۔ اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوگئیں تو پھر کیا دوبارہ جی سکتے ہیں اور اگلے پچھلے سب جیئے تو ایک ایک چیز کے ہزاروں مدعی بنیں گے یہ کیونکر ہوسکتا ہے یہ سب باتیں اون لوگوں کی مسخراپن کے طور پر تھیں اسلیئے جھڑکی دیکر اللہ تعالے نے اون باتوں کے جواب میں فرمایا کہ جب دوبارہ جینے کا وقت آوے گا تو دوسرے صور کی ایک ہی آواز سے یہ سب قبروں سے اوٹھکر محشر کے میدان میں آن کھڑے ہونگے۔ زجرۃ واحدۃ سے مراد دوسرے صور کی آواز ہے زجر کے معنے جھڑکنے کے ہیں منکرین حشر کی مسخراپن کی باتوں کے جواب میں اس جھڑکی کے

لفظ کو دوسرے صور کی آواز کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ ساہرہ کے معنے میدان کے ہیں یہ میدان اوس نئی زمین کا ہے جسپر حشر برپا ہوگا۔ اوسمیں کوئی پہاڑ یا ٹیلہ نہوگا۔ صرف میدان ہی ہوگا۔ اِس نئی زمین کا صحیح حدیثوں میں ذکر آیا ہے+

هَلْ أَتٰىكَ حَدِيثُ مُوسٰى ۝ إِذْ نَادٰىهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ

کچھ پہونچی ہے تجکو بات موسے کی جب پکارا اُسکو اسکے ربنے پاک میدان میں جسکا نام طویٰ ہے جا فرعون پاس اُس نے

إِنَّهُ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلٰى أَنْ تَزَكّٰى ۝ وَأَهْدِيَكَ إِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَأَرٰىهُ الْآيَةَ الْكُبْرٰى

سر اٹھایا۔ پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنورے اور راہ بتاؤں تجکو تیرے رب کیطرف پھر تجکو ڈر ہو۔ پھر دکھائی اُسکو وہ بڑی نشانی

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلٰى ۝ فَأَخَذَهُ اللّٰهُ

پھر جھٹلایا اُسنے اور نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا پھر سبکو جمع کیا پھر پکارا تو کہا میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر پھر پکڑا اُسکو اللہ نے

نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولٰى ۝ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشٰى ۝

سزا میں پچھلے کے اور پہلے کے بیشک اسمیں سوچ کی جگہہ ہے جسکو ڈر ہے

اوپر قیامت کا ذکر تھا ان آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ یاد دلا کر اہل مکہ کو یہہ تنبیہہ فرمائی ہے کہ عذاب الٰہی کچھہ قیامت پر ہی منحصر نہیں اگر یہہ لوگ اللہ کے رسول کے جھٹلانے پر اپنی عادت کے موافق اڑے رہے تو اسکی قدرت سے کچھہ بعید نہیں کہ جسطرح رسول وقت کی نافرمانی سے فرعون پر دنیا میں آفت آگئی اوسیطرح اِن لوگوں پر بہی کوئی آفت آجاوے چنانچہ اِس تنبیہہ کی غرض سے اِس قصہ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ جس شخص کے دلمیں خدا کا خوف ہے اوسکو اِس قصہ سے نصیحت پکڑنی چاہیئے۔ اسیطرح کی تنبیہ کے مطلب کو اللہ تعالےٰ نے سورہ الم سجدہ میں اِن لفظوں سے ادا فرمایا ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون۔ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اِس مکی سورۃ کے وعدہ کے موافق ہجرت کے بعد اہل مکہ پر بدر کی لڑائی میں بڑی آفت آئی جسمیں اون کے ستر آدمی قتل اور ستر قید ہوگئے۔

ءَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝ وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ

کیا تم مشکل ہو بنانے میں یا آسمان اُسنے وہ بنالیا اونچی کی اُسکی بلندی پھر اسکو ٹھیک کیا اور اندھیری کی رات اوسکی اور

أَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَ

کھول نکالی اوسکی دہوپ اور زمین کو اُسکے پیچھے صاف بچھایا نکالا اُس سے اُسکا پانی اور چارا اور

الْجِبَالَ أَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝

پہاڑ اُسکو بوجھہ رکھا کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے

سورۂ عمّ یتساءلون میں جسطرح حشر کے منکر لوگوں کے قائل کرنے کو اونکی آنکھوں کے سامنے کی چند عجائب چیزوں کا ذکر فرمایا
تھا حشر کے ذکر کے بعد یہاں بھی چند عجائبات کا ذکر اسی غرض سے فرمایا ہے کہ ان عجائبات کو آنکھوں سے دیکھنے کے
بعد کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی اس قدرت سے انکار کرے کہ ایک دفعہ ان سب عجائبات کو پیدا کر کے
دوسری دفعہ ان سے جو کچھ وہ چاہے اوسکا پیدا کرنا اوسکی قدرت سے کچھ بعید ہے۔ ان آیتوں کو سورہ حٰم السجدہ کی آیتوں سے
ملا کر پڑھنے سے یہہ مطلب نکلتا ہے کہ پہلے زمین کو بنایا پھر آسمان کو پیدا کیا پھر زمین پھیلائی اور پھر آسمان کو یکساں او
برابر کیا۔ سمک کے معنے بلندی کے ہیں مطلب یہ ہے کہ آسمان کو زمین سے پانسو برس کے راستہ کی بلندی پر بغیر کسی سہارے
کے کس حکمت سے بنایا پھر جسطرح سے اول آسمان زمین کی چھت ہے اسیطرح اسی فاصلہ پر ہر ایک آسمان دوسرے آسمان کی چھت ہے
حاصل یہ کہ جو ایسی عظیم الشان انسان کی سمجھ سے باہر چیزوں کے بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایک دفعہ پیدا کر کے پھر دوبارہ
انسان کو پیدا کرنا اوسکی قدرت سے آگے کیا مشکل ہے۔ دن اور رات کا تعلق آسمان سے یہ ہے کہ یہہ دونو چیزیں آسمان
کی حرکت کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ زمین میں کا پانی نکالنے سے مطلب دریا اور ندیاں اور چشمے ہیں۔ مرعے کے معنے
جانوروں کے چارے کے ہیں۔ پہاڑوں کا ذکر اوپر گذر چکا ہے +

منزل

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝

پھر جب وہ آوے بڑا ہنگامہ جسدن یاد کرے آدمی جو اوسنے کمایا اور نکال رکھی دوزخ جو چاہے دیکھے

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

جو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اوسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے

رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا اسنے جی کو چاؤ سے سو بہشت ہی ہے اوسکا ٹھکانا

دنیا کی موجودات کے ذکر کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہہ موجودات ہمیشہ رہنے والی چیزیں نہیں ہیں بلکہ یہہ
سب موجودات ایک دن اوجڑ کر اوسکے بعد سزا و جزا کا دوسرا انتظام قایم ہوگا جسکا نام قیامت ہے۔ طامہ اوس آفت کو کہتے
ہیں کہ جسکی برداشت نہو سکے۔ یہاں طامہ سے مطلب قیامت ہے۔ اوس دن دوزخ کو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لایا جاویگا
سورج ایک میل کے فاصلہ کی بلندی پر آجاویگا۔ اودہر سورج کی گرمی اور ادہر دوزخ کی آگ کی گرمی اسلئے پسینہ کی وہ حالت
ہوگی کہ ہوش حواس ٹھکانے نہ رہیں گے۔ نیکی بدی کے تولے جانے کا پلصراط پر گذرنے کا جدا خوف لگا ہوگا۔ غرض ایسی
ایسی خوفناک آفتیں اوسدن آدمی کو پیش آنے والی ہیں جسکی برداشت اسقدر مشکل ہے کہ جسکو خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے
والساعۃ ادہی وامر جسکا مطلب یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی بڑی آفت اور سختی کی گھڑی ہے پھر جب انسان اوسدن یہ دیکھیگا کہ

بغیر نیک عمل کے اِن آفتوں سے نجات نہیں مل سکتی تو اوسوقت ہر شخص اپنے نیک و بد عملوں کو سوچے گا۔ مگر اوس وقت کا سوچنا کچھہ فائدہ نہ دیویگا اوسوقت تو یہی انجام ہوگا کہ جس شخص نے فقط دنیا کے عیش و عشرت میں اپنی ساری عمر گنوائی اور اس عیش و عشرت میں عقبے کو بالکل بھولا رہا وہ دوزخی قرار پاوے گا۔ اور جسکے دل میں اللہ تعالے کے روبرو کھڑے ہونیکا کھٹکا لگا رہا۔ اور اس کھٹکے کے سبب سے وہ اپنی جی کو برے کاموں سے ہمیشہ روکتا اور نیک کاموں میں جی کو لگاتا رہا وہ جنتی ٹھہرے گا۔ ترمذی مستدرک حاکم بیہقی طبرانی وغیرہ میں معتبر اسناد سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک وہ آدمی ہے جس نے دنیا میں بڑی عمر پائی اور نیک کاموں میں لگا رہا۔ اور بد وہ ہے جسنے دنیا میں بڑی عمر پائی اور اسکو برے کاموں میں گنوایا۔ شداد بن اوس اور عبداللہ بن عمر کی یہہ حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں کہ وہ شخص بڑا کم عقل ہے جو عمر بھر برے کاموں میں لگا رہا۔ اور پھر مرنے کے بعد راحت کی توقع رکھی۔ اوس دن آدمی کو نیک عمل کی بڑی قدر ہوگی۔ چنانچہ مسند امام احمد میں معتبر سند سے محمد بن ابی عمیرہ کی روایت ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عمر بھر نیک کاموں میں جہانتک ہوسکا لگا رہا اوسکو بھی اوسدن یہہ پچتاوا ہوگا کہ اوس نے اور زیادہ نیک عمل کیوں نہیں کئے کہ زیادہ ثواب کا مستحق ٹھہرتا ✦

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۝ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝
تجھسے پوچھتے ہیں وہ گھڑی کب ہے ٹھہراو اسکا تو کسی بات میں ہے اسکے مذکور سے تیرے رب کی طرف ہے پہونچ اسکی

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ۝ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ۝
تو تو ڈر سنانے کو ہے اسکو جو اسسے ڈرتا ہے ایسا لگیگا جسدن دیکھیں گے اسکو کہ دیر نہیں لگی اسکو مگر ایک شام یا صبح اوسکی

نسائی مستدرک حاکم مسند بزار مسند عبد بن حمید وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ جبتک یہ آیتیں نازل نہیں ہوئی تھیں اوسوقت تک ٹھٹھے کے طور پر اکثر مشرکین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا حال پوچھا کرتے تھے۔ جب یہہ آیتیں نازل فرماکر اللہ تعالے نے یہہ جتلایا کہ قیامت کے آنے کا وقت سوا اللہ تعالے کے اور کسیکو معلوم نہیں تو مشرکین مکہ اور ٹھٹھے کی باتیں کرتے تھے۔ مگر عاجز آنکر قیامت کا حال پوچھنا اونہوں نے کم کر دیا تھا۔ ان روایتوں میں بعض صحیح ہیں اور باقی کی تقویت صحیح روایتوں سے ہو جاتی ہے صحیح حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سائل کی صورت بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کے چند مسئلے پوچھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے جواب دئیے۔ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے قیامت کے آنے کا وقت پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اِس بات سے میں اور تم دونوں انجان ہیں غرض بہت سی صحیح حدیثوں سے

معلوم ہوتا ہے کہ سوا اللہ تعالیٰ کے قیامت کے آنیکا وقت کسی انسان یا فرشتے کو معلوم نہیں ہے صحیح حدیثوں میں ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ اسلئے اوسکے اور اوسکی آفتوں کے مقابلہ میں حشر اور قیامت کے منکروں کو دنیا کا رہنا بالکل تھوڑا نظر آوے گا ✦

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اثْنَتَانِ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورۃ مکی ہے | شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ اَوْ يَذَّكَّرُ

تیوری چڑھائی اور مونہہ موڑا اس سے کہ آیا اوس پاس اندھا اور تجکو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنورتا یا سوچتا

فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۭ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۭ

تو کام آتا اوسکے سمجھانا وہ جو پروا نہیں کرتا سو تو اوسکے فکر میں ہے اور تجپر کچھ گناہ نہیں کہ وہ نہیں سنورتا

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ

اور جو آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اوس سے غفلت کرتا ہے یوں نہیں یہ تو سمجھوتی ہے

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ

پھر جو کوئی چاہے اوسکو پڑھے لکھی ادب کے ورقوں میں اونچے دہرے ستھرے ہاتھوں لکھنے والوں کے

كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۭ

جو سردار ہیں نیک

ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم تفسیر عبد الرزاق وغیرہ میں حضرت عائشہ اور حضرت انس سے جو روایتیں ہیں جنکو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے حاصل اون روایتوں کا یہہ ہے کہ ابی ابن خلف ایک شخص مشرک کو ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اسلام کی خوبی کی باتیں سمجہا رہے تھے کہ اتنے میں عبد اللہ بن ام مکتوم صحابی نے آنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کی ایک آیتہ پوچھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ بن مکتوم کا یہ قطع کلام ذرا شاق ہوا۔ اور آپنے تیوری چڑھائی اوسپر اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں ان آیتوں کے نازل ہونے کے بعد سے جب عبد اللہ بن مکتوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکی خاطر کیا کرتے تہے اور اپنی چادر ان کے لیئے بچھایا کرتے تہے۔ اور فرمایا کرتے تہے کہ یہ وہ شخص ہے جسکے لئے اللہ نے اپنے نبی پر خفا ہوا ہے بعضے روایتوں میں بجائے ابی بن خلف کے ابو جہل اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ کا نام جو اس قصہ میں ذکر کیا گیا ہے ان روایتوں کی سند صحیح نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مکتوم مہاجرین اولین میں سے ہیں مشہور نام تو

اونکا عبداللہ ہے لیکن بعضی روایتوں میں انکا نام عمر بن مکتوم بھی آیا ہے۔ غرض مکتوم انکی ماں کا نام ہے جہاد پر جاتے وقت
تیرہ مرتبہ کے قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عبداللہ بن مکتوم کو خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑا ہے لفظ عبس وتولی
میں اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب ٹھہرا کر جو باتیں کہی ہیں اوسکا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس باب میں ترک اولے کے طور پر جو ایک بات ہوگئی تھی اوسکو نہایت مہربانی سے اللہ تعالے نے اسطرح
جتلایا کہ گویا یہہ بات چیت کسی دوسرے سے ہے عبداللہ بن مکتوم کے سنور جانیکا یہہ مطلب ہے کہ آیندہ اسلام میں وہ
اور پکے ہوجاتے۔ کیونکہ وہ پہلے سے مسلمان ہوچکے تھے۔ اور نصیحت سنکر نفع اوٹھانے کا یہہ مطلب ہے کہ آگے کو انہیں
نیک عمل کا شوق زیادہ ہوتا۔ پھر فرمایا جو کوئی اپنی آسودہ حالی کے گھمنڈ میں اللہ کا کلام سننے سے بے پروائی
کرتا ہے اوسکی طرف متوجہ ہونا اور جو اللہ کے خوف سے اللہ کے کلام کے سننے کے شوق میں اپنے گھر سے دوڑتا ہوا
آیا۔ اوس سے کم توجہی کرنا یہہ اللہ کو پسند نہیں اب جو ہوا سو ہوا آیندہ ایسا نہیں کرنا چاہئے اللہ کا کلام غریب آسودہ
حال سب کو یکساں حالت سے سنا دینا چاہئے پھر اوسکو سنکر جو راہ راست پر قدم دے گا تو اپنا کچھہ کھووے گا۔ اے نبی اللہ
کے ایسے شخص کا کچھہ بار تمپر نہیں کیونکہ جب تم نے اللہ کا حکم سب کو پہونچا دیا تو تمہارا فرض ادا ہوگیا۔ اسکے بعد اللہ تعالے
نے قرآن شریف کی عظمت جتلائی کہ یہہ کلام ساتویں آسمان پر کی باعزت بلند ستھری جگہ لوح محفوظ سے معزز
فرمانبردار فرشتوں نے نقل کیا ہے۔ اللہ کے نزدیک اس کلام کی بڑی قدر ہے وہ لوگ بڑے ناقدرے ہیں جو
اسکی قدر نہیں کرتے۔ چنانچہ اس مطلب کو اللہ تعالے نے سورہ انعام میں ان لفظوں سے ادا فرمایا ہے وما قدروا اللہ
حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شئ۔ حاصل یہہ ہے کہ اہل مکہ پر قرآن کا کلام خدا ہونا تو اس سبب سے
ثابت ہوچکا تھا کہ باوجود دعوے فصاحت کے وہ لوگ ایسی ایک چھوٹی سی سورت بھی بنا کر نہ لا سکے اب جنپر یہ قرآن
نازل ہوتا تھا اونکو اللہ کا رسول اسلئے ماننا ضرور ہے کہ بغیر وحی آسمانی کے کوئی ایسا کلام بنا نہیں سکتا اس کے بعد
اہل مکہ کا قرآن اور اللہ کے رسول کو جھٹلانا بڑی ناقدری تھی کہ ایسے بڑے عظمت کلام کو وہ لوگ جھٹلاتے تھے
جسکی عظمت نے اونکے دعوے فصاحت کو خاک میں ملا دیا۔ سفرہ جمع ہے سافر کی جسکے معنے کاتب کے ہیں مطلب وہی
ہے جو اوپر بیان ہوا کہ کاتب فرشتوں نے اس قرآن شریف کو لوح محفوظ سے نقل کیا ہے معتبر سند سے
دلائل النبوۃ بیہقی تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہیں اون کا
حاصل یہہ ہے کہ لیلۃ القدر میں کاتب ملائکہ نے ایک دفعہ سارے قرآن کو لوح محفوظ سے نقل کیا۔ اور وہ اون
کاتب ملائکہ کے صحیفوں میں حفاظت سے آسمان دنیا پر رکھا رہا۔ اور حسب ضرورت وقت بوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام
کے ذریعہ سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا÷

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ؕ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ؕ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ

مارا جائیو آدمی کیسا ناشکر ہے کس چیز سے بنایا اسکو ایک بوند سے بنایا اسکو پھر اندازہ رکھا اسکا پھر راہ آسان کردی

ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ؕ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ

پھر اسکو مردہ کیا پھر قبر میں کھوایا اسکو پھر جب چاہا اٹھا نکالا اسکو کوئی نہیں جو اسکو فرمایا اب نگاہ کرے آدمی

اِلٰى طَعَامِهٖۤ ۙ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۙ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۙ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ

اپنے کھانے کو کہ ہمنے ڈالا پانی اوپر سے گرتا پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر پھر اگایا اسمیں اناج

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ۙ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ۙ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ۙ مَّتَاعًا لَّكُمْ

اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور باغ گھنے اور میوہ اور دوب کام چلانے کو تمہارے

وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ

اور تمہارے چوپایوں کے

اوپر ذکر تھا کہ اہل مکہ قرآن کو کلام الٰہی جان چکے تھے مگر بجائے اسکے کہ وہ اللہ کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے کہ اوسنے اُن لوگوں کی اصلاح اور اُنکے بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ابراہیمی کے پھر دنیا میں قایم ہوجانیکی مصلحت سے اپنی رسول کی معرفت اِن لوگوں پر یہہ کلام بھیجا اِن لوگوں نے یہہ ناشکری اور اللہ کے کلام کی یہ ناقدری کی کہ اسکو جھٹلایا۔ اب اوس ناشکری کے ذکر کو پورا کرنے کے لیئے اِن آیتوں میں فرمایا کہ انسان کی ناشکری کچھ اسپر منحصر نہیں ہے جسکا ذکر اوپر گذرا بلکہ انسان تو ایسا بڑا ناشکر ہے کہ اللہ نے اوسکو ناچیز شئے ایک پانی کی بوند سے مناسب اعضا میں بنایا پیدایش کا وقت اوسپر ایک مشکل کا وقت تھا اوسکو آسان کیا اور طرح طرح کی چیزیں اسکی زیست بھر کی ضرورت کی پیدا کیں اور جب اوسکی زیست پوری ہوگئی تو عقبےٰ کے انتظام کی مصلحت سے اوسکی روح قبض کی اور اوسکی لاش کو رواں دواں نہیں ہونے دیا کہ کتے کوے اوسکو کھا جاویں۔ بلکہ مُردوں کو زمین میں دفن کرنے کی حکمت دنیا میں ایجاد کردی تاکہ مردہ کی لاش کا پردہ ڈھکا رہے اِن سارے انتظاموں کو آنکھ سے دیکھکر اور اوسکی قدرت کے لاکھوں کرشموں کا تجربہ کرکے بھی ناسمجھ انسان اوس صاحب قدرت کی اس قدرت کا انکار کرتا ہے کہ وہ صاحب قدرت اِس انسان کو پھر دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ یہ ناسمجھ اتنا نہیں سمجھتا کہ اللہ تو وہ حکیم ہے جسکا ثانی نہیں دنیا کے معمولی سمجھ کے آدمی بھی دنیا کا جو کام کرتے ہیں اوسکا کوئی نہ کوئی انجام اپنے دلمیں سوچ لیتے ہیں مثلاً مکان بنانے کا انجام اوسمیں رہنے کا کھیتی کرنے اور باغ لگانے کا انجام اناج کے ہاتھ آنے اور میوہ کے کہانے کا ہوتا ہے پھر اللہ کی حکمت اور تدبیر کو اِن لوگوں نے کیا معمولی عقل اور سمجھ کے لوگوں کی عقل وسمجھ سے بھی کم سمجھا ہے کہ اوسنے دنیا کے اتنے بڑے کارخانہ کو بغیر کسی انجام کے پیدا کیا ہے دنیا میں لوگ رہیں گے۔ کوئی اللہ کی نعمتوں کو بھول کر بتوں کو

پوچھے گا۔ اور کوئی اللہ کی نعمتوں کے شکریہ میں اوسکا فرمان بردار نبکر اپنی زیست بسر کرے گا۔ پھر آخر مرنے کے بعد سب یکساں حالت میں ہو جاوینگے نہ نیکوں کا کچھ اجر نہ بدوں کی کچھ پرسش اللہ کی شان میں ایسی بدگمانی بڑی بے ادبی کی بات ہے اِس بے ادبی سے خفا ہو کر اس بے ادبی کے کرنے والوں کو یہاں قتل الانسان کر کے لفظوں سے خفگی فرمائی ہے اور سورۂ مومنون میں فرمایا افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون فتعالی اللہ الملک الحق حاصل یہ ہے کہ اللہ کی شان سے یہہ بہت بعید ہے کہ وہ دنیا کو محض کھیل تماشے کے طور پر پیدا کرتا اور دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد نیک و بد کا کچھ انجام نہ ٹھہراتا۔ اسیواسطے اِس آیتہ میں سب انتظام انسان کو جتلا کر فرمایا کلا لما یقض ما امرہ جسکا مطلب یہ ہے کہ باوجود ان احسانات کے اون کے شکریہ میں انسان کو طاعت الہی بجالانے کا جو حکم تھا بجائے اوس کے اِس نے طرح طرح کی نافرمانی کی اور اللہ کی قدرت کو جھٹلایا۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے بنی آدم نے مجھکو جھٹلایا اور یہہ جھٹلانا اوسکو مناسب نہ تھا اور وہ جھٹلانا اوسکا یہ ہے کہ میں نے اپنے کلام پاک میں خبر دی کہ مرنے کے بعد بنی آدم کو پھر پیدا کیا جاکر سب نیک و بد کا حساب و کتاب ہوگا۔ اور بنی آدم نے اوسکو جھٹلایا صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سب لوگ قیامت کے دن اللہ تعالے کے روبرو کھڑے ہونگے تو جو لوگ عقبےٰ سے غافل تھے اللہ تعالے اونکو دنیا کیطرح طرح کی نعمتیں یاد دلاویگا جب وہ اُن نعمتوں کا اقرار کرینگے تو پھر اون سے فرماوے گا کہ اِن نعمتوں سے خوش ہو کر کبھی تم نے مجھکو بھی یاد کیا تھا وہ کہونیگے نہیں فرماویگا اچھا آج میں نے بھی تمکو ویسا ہی بھلا دیا۔ جیسا تم نے مجھکو بھلا دیا تھا۔ اب ذرا غور کرنے کی جگہ ہے کہ جسکو اللہ تعالے اپنی نظر رحمت سے اوسدن بھلا دیوے اوسکا انجام سوائے دوزخ میں جانے کے اور کیا ہو سکتا ہے چنانچہ سورہ جاثیہ میں فرمایا الیوم ننسٰکم کما نسیتم لقاء یومکم ھذا وماوٰکم النار وما لکم من ناصرین ذٰلکم بانکم اتخذتم اٰیات اللہ ھزوا وغرتکم الحیاۃ الدنیا فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون۔ حاصل مطلب آیتہ کا یہ ہے کہ جسطرح تم نے آیات قرآنی کو مسخراپن میں اوڑا دیا اور دنیا کے عیش و آرام میں پھنس کر آج کے دن کی سزا و جزا کو تم بالکل بھول گئے ویسا ہی معاملہ خدا کی طرف سے تمہارے ساتھ آج کیا جاویگا کہ بے یار و مددگار تمکو دوزخ میں ڈالدیا جاویگا۔ اور پھر تمہاری خبر نہ لیجاوے گی کہ تمہارے اوپر کیا گذری قضب زمین کی وہ پیداوار جو سال میں کئی بار کاٹی جاوے جیسے ترکاری یا بعض قسم کی گھاس غلبا کے معنے موٹے اور گھنے درخت۔ اب کے معنے خودرو چارا +

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ۝

پھر جب آوے وہ غل جسدن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنے ساتھ والوں سے اور بیٹوں سے

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ۝ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝

ہر مرد کو اُنمیں سے اُسدن ایک فکر لگا ہے اُسکو بس ہو کتنے منہ اُسدن روشن ہیں ہنستے خوشیاں کرتے

منزل ۷

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۙ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

اور کتنے موہنہ اُسدن اُنپر گرد پڑرہا ہے۔ چڑھی ہے اُنپر سیاہی وہ لوگ وہی ہیں جو منکر ہیں ڈھیٹھ

اوپر کی آیتوں میں انسان کے پیدا کرنے اور اوسکی زیست بھر کے چند انتظاموں کا ذکر تھا ان آیتوں میں حشر کا ذکر فرمایا۔ تاکہ معلوم ہوجاوے کہ انسان کی پیدائش اور اوسکی زیست بھر کے انتظام اسی انجام کے لیئے ہیں کہ مرنے کے بعد ایک دفعہ اوسکو پھر زندہ کیا جاوے اور دنیا کے سب نیک بد کا حساب وکتاب ہوکر ہر ایک کی جزا سزا کا فیصلہ اخیر صادر ہوجاوے حاصل یہ کہ دنیا فیصلہ اخیر کی روداد جمع ہوجانے کے لئیے ہے اور قیامت کا دن اُس روداد کے موافق فیصلہ آخیر صادر کرنے کے پیشی کی تاریخ ہے۔ اور تمام دنیا کے مختلف روداد کے مقدمات کا فیصلہ آخیر ایک ہی وقت پر ہوگا۔ اسلئے دنیا کے ختم کے بعد کی یہ وسیع تاریخ پیشی قرار دی گئی۔ دوسرے صور کے پھونکے جانے اور تمام دنیا کے قبروں سے اوٹھنے کا جو بہت بڑا غل شور ہوگا۔ اوسکو صاخہ فرمایا۔ صاخہ اوس سخت آواز کو کہتے ہیں جس سے کان گنگ ہوجاویں حشر کے دن ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے کچھ تو بدحواسی کے سبب سے بھاگے گا کیونکہ عام لوگوں کی بدحواسی کا تو کیا ذکر ہے صحیح حدیثوں کے مضمون کے موافق سوائے نبی آخر الزماں صلے اللہ علیہ وسلم کے اور سب انبیا کے زبان پر نفسی نفسی کلمہ ہوگا عام خلایق کی بدحواسی کا اندازہ اوس حدیث سے ہوسکتا ہے جو عبداللہ بن عباس کی روایتہ سے ترمذی نسائی وغیرہ میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حشر کے ذکر میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اوس دن مرد عورت سب ننگے اوٹھیں گے۔ اوسپر ایک بی بی نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ایک دوسرے کو ننگا دیکھیں گے آپنے فرمایا دوزخ کے میدان محشر میں لائے جانے سورج کے قریب ہوجانے کے سبب سے گرمی اور پسینہ کی تکلیف سب کو ایسا بدحواس کردے گی کہ کوئی کسیکو ایسے وقت میں نہیں دیکھے گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے علاوہ اس کے اوسدن ایک رشتہ دار کا دوسرے رشتہ دار سے کینانے اور بھاگنے کا سبب یہہ بھی ہوگا۔ کہ اوسدن آپس کے ظلم اور زیادتی کا انصاف کا ڈھنڈورا پیٹ جاویگا۔ چنانچہ مسند امام احمد میں معتبر سند سے عبداللہ بن انیس کی روایتہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس کے ظلم وزیادتی کے انصاف کے لئے قیامت کے دن عام منادی کرادی جاوے گی کہ جسکا کوئی حق کسی پر ہو وہ اپنی فریاد پیش کرے اوسکا انصاف کیا جاویگا۔ جسپر ایک دوسرے سے ظلم وزیادتی کا بدلا چاہینگے۔ اور اسطرح سخت بدلا چاہیں گے جو بیان سے باہر ہے چنانچہ مستدرک حاکم وغیرہ میں مالک بن انس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک بھائی اپنے بھائی پر ظلم وزیادتی کی فریاد پیش کرے گا۔ ہوا اس ظلم وزیادتی کے معاوضہ میں اوسکی سب نیکیاں لیکر اپنے گناہ اوسپر ڈالنے کی خواہش کرے گا۔ یہہ ذکر فرماکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت روئے اور فرمایا اللہ کی پناہ وہ دن بھی کیا آپا دھاپی کا دن ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے یہہ تو اوپر گذر چکا ہے کہ اوسدن سب ننگے اوٹھیں گے روپے پیسے کا پاس ہونا تو درکنار کسی کے تن پر کپڑا تک نہ ہوگا

اسلیئے صحیح حدیثوں کے مضمون کے موافق اوسدن ظلم و زیادتی کرنے والوں کی نیک عمل ظلم و زیادتی کے معاوضہ میں مظلوموں کو دیئے جاوینگے اوسدن بعضے لوگوں کی چہروں پر رونق کا آجانا اور بعضوں کے سیاہی کا چھا جانا یہہ اوسی قیمت ہوگا۔ جب دائیں اور بائیں ہاتہ میں اعمال نامے دیئے جاکر جنتی اور دوزخی کو چھانٹ دیا جاوے گا چنانچہ ترمذی صحیح ابن حبان وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں کے اعمال نامے سیدھے ہاتہ میں دیئے جاویں گے جنت میں جانے کی خوشی سے اون کے چہروں پر رونق آجاوے گی اور جنکے اعمال نامے اُلٹے ہاتہ میں دیئے جاویں گے دوزخ میں جانے کے غم سے اونکے چہروں پر سیاہی چھا جاویگی۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ لیکن مسند بزار میں عبداللہ بن عباس کی ایک روایتہ ابوہریرہ کی اس روایتہ کے موافق ہے جسکو بزار نے صحیح کہا ہے اسلیئے ایک روایتہ کی تقویت دوسری روایتہ سے ہوجاتی ہے ❊

سورۃ التکویر مکیۃ — یہ سورۃ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا | وھی تسع وعشرون اٰیۃ — مکی ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ○ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ○ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ○ وَ

جب سورج کی دہوپ تہ ہوجاوے اور جب تارے میلے ہوجاویں اور جب پہاڑ چلائے جاویں اور

إِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ○ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ○ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ○ وَ

جب بیاہتی اونٹنیاں چھٹی پھریں اور جب جنگل کے جانوروں میں رَول پڑے اور جب دریا جھونکے جاویں اور

إِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ○ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ○ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ○ وَإِذَا

جب جیوں کے جوڑ بند ہیں اور جب بیٹی جیتی گاڑ دئے پوچھے کس گناہ پر وہ ماری گئی اور جب

الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ○ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ○ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ○

کاغذ کہولے جاویں اور جب آسمان کا چھلکا اُتارا جاوے اور جب دوزخ دہکائی جاویں اور جب بہشت پاس لائی جاوے

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ○

جان لے جی جو لیکر آیا۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سورج اور چاند کو لپیٹ کر دوزخ کی آگ میں ڈالدیا جاوے گا۔ اس حدیث کی شرح میں علما نے لکھا ہے کہ دنیا میں بعضے لوگ سورج اور چاند کو پوجا کرتے ہیں اون کے ذلیل کرنے کے لئے سورج اور چاند کو دوزخ کی آگ میں

جھونکا جاوے گا۔ مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم طبرانی ذخیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ قیامت کو دنیا میں بھی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیوے تو اوسکو چاہیئے کہ اذا الشمس کورت و اذا السماء انفطرت و اذا السماء انشقت پڑھے کہ ان سورتوں میں دنیا کے ختم ہونے اور قیامت کے قائم ہونے کا پورا حال ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کی اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور سند امام احمد کی سند بھی معتبر ہے ہاں ترمذی کی روایتہ موقوف ہے۔ لیکن وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات قرآن کی تفسیر میں عقل سے نہیں کہی جاسکتی مسند ابو یعلی میں حضرت انس کی روایتہ سے اسکی صراحت بھی آئی ہے کہ جو لوگ دنیا میں سورج اور چاند کو پوجتے ہیں قیامت کے دن اون کے قائل اور ذلیل کرنے کے لئے سورج اور چاند کو دوزخ کی آگ میں ڈالا جاوے گا۔ آیتہ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ آیتہ کے مطلب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ سوا خدا کے سورج چاند وغیرہ کو پوجتے ہیں اون کے ذلیل کرنے کو یہ فرمایا کہ تمہارے جھوٹے معبود سب دوزخ میں ڈالدئے جائیں گے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ سورج اور چاند کا دوزخ میں ڈالا جانا صرف اوس کے پوجنے والوں کے ذلیل کرنے کے لئے ہوگا حسن بصری اور ابو سلمہ راوی حدیث کا جھگڑا جو اس حدیث کے باب میں ہوا ہے وہ مشہور ہے کہ جب ابو سلمہ نے بصرہ کی مسجد میں حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے اس حدیث کی روایتہ کی تو حسن بصری نے کہا سورج اور چاند کا کیا قصور ہے جو اونکو دوزخ کی آگ میں ڈالا جاوے گا۔ ابو سلمہ نے خفا ہو کر جواب دیا کہ میں اللہ کے رسول کی حدیث بیان کرتا ہوں اور حسن بصری تم حدیث کے مقابلہ میں عقلی باتیں کرتے ہو یہ سنکر حسن بصری چپکے ہو رہے اس جھگڑے کی پوری تفصیل مسند بزار کی روایتہ میں ہے اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تابعیوں کے زمانہ تک حدیث کی اتنی عظمت تھی کہ حدیث کے مقابلے میں عقلی بات کو منہ سے نکالنا بہت معیوب گنا جاتا تھا۔

اب قرب قیامت کے سبب سے یہ بات دنیا سے بالکل اوٹھ گئی تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں اذا الشمس کورت سے و اذا البحار سجرت تک کی تفسیر میں ابی بن کعب سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ پہلے صور کی یہ چھ نشانیاں ہیں کہ سورج کی روشنی جاتی رہیگی تارے زمین پر گر پڑیں گے۔ پہاڑ ٹوٹ کر اوڑنے لگیں گے۔ حاملہ اونٹنیوں کو جو عرب میں بڑی عزیز چیز ہے بدحواسی کے سبب سے لوگ چھوڑ دیویں گے جنگلی جانور گھبرا کے آدمیوں میں گھس آوینگے۔ دریا سلگ کر آگ ہو جاویں گے تفسیر عبد بن حمید اور ابن منذر میں سلف سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ اذا النفوس زوجت سے ولو القیت از لغت تک چھ نشان دوسرے صور کے وقت کی ہیں۔ اوپر گذر چکا ہے کہ دوسرے صور سے پہلے ایک مینہ برسیگا جس سے آدمیوں کے جسم نکلکر تیار ہو جاویں گے۔ اب ان جسموں سے روحوں کا تعلق جو کیا جائیگا اوسکو و اذا النفوس زوجت فرمایا یہی تفسیر سلف کے مشہور اور قول کے

ہے مؤدہ وہ لڑکی ہے جسکو عرب کی رسم کیموافق جیتا گاڑ دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اسلام سے پہلے وہ لوگ اولادی کے رشتہ کو ایک شرم کا رشتہ خیال کرتے تھے۔ قیامت کے دن اِس جرم کی دریافت ہو کر قاتل کو سزا دیجاوے گی۔ جبتک آدمی دنیا میں زندہ رہتا ہے اوسکے ہر طرح کے عمل لکھے جاتے ہیں قیامت کے دن حساب کتاب کے لیئے وہی کاغذ نکالے جاویں گے اور ہر شخص اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کر اپنے عملوں کے حال سے خوب واقف ہوجائیگا۔ دوسرے صور کے بعد آسمان کے پھٹ جانیکا جو مطلب ہے۔ وہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حشر کے میدان میں طرح طرح کا انتظام کرنے کے لئے آسمان سے زمین پر بہت سے فرشتے جو آوینگے اون کے لیئے یہ نئے آسمان میں دروازے کئے جائیں گے۔ حال کر آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا پہلے صور کے وقت ہوگا۔ جو اسکے علاوہ ہے۔ بخاری مسلم ترمذی وغیرہ میں ابوہریرہؓ جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ دوزخ کی آگ کی موجودہ حرارت دنیا کی آگ سے اونہتر درجہ زیادہ ہے اسپر قیامت کے دن اوسکی آگ کو اور بھڑکایا جاویگا۔ کہ اوس کے منکر اوسکا خوب مزہ چکھیں اپنے اپنے عمل کیموافق کوئی ہوا کی طرح کوئی تیز گھوڑے کی طرح اور کوئی پیدل کی طرح پلصراط کا راستہ طے کرکے جنت میں سب جاوینگے اسلیئے واذا الجنۃ ازلفت کا یہہ مطلب ہے۔ کہ ہر شخص کو اوس کے عمل کے موافق جنت کا راستہ قریب کردیا جائیگا۔

منزل ۷

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۙ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۙ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۙ

سو قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹ جانے والوں کی سیدھے چلنے والے دبک جانیوالونکی اور رات کی جب اوسکا اوٹھان ہو اور صبح کی جب دم بھرے

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ؕ

مقرر یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے عزت والیکا قوت رکھتا تخت کے مالک پاس درجہ پایا ہوا کہا مانا گیا وہانکا معتبر ہے

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۚ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۚ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ

اور یہ تمہارا رفیق کچھ نہیں دیوانہ اور اُسنے دیکھا ہے اُسکو کھلے کنارے آسمان پاس اور یہ غیب کی بات پر نہیں بخیل

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۙ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۙ

اور کہا نہیں کسی شیطان مردود کا پھر تم کدھر چلے جاتے ہو یہ تو ایک سمجھوتی ہے جہان کے واسطے

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ؕ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۟

جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ جہاں کا صاحب

خنس کے معنے پیچھے ہٹ جانے اور کنس کے معنے نکلنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ تارے جو دن کو سورج کی روشنی میں چھپ جاتے ہیں اور رات کو نکل آتے ہیں اونکی اور اول شب کی تاریکی اور طلوع صبح کی تاکید کے طور پر قسم کھاکر اللہ تعالےٰ نے قرآن کو کلام اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول فرمایا ہے۔ اگرچہ بعضے مفسروں نے

لکھا ہے کہ انہ لقول رسول کریم میں رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے لیکن صحیح قول وہی ہے جو امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس اور سلف نے فرمایا ہے کہ رسول سے مراد اس آیۃ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں کیونکہ مشرکین مکہ کبھی کہتے تھے انما یعلمہ بشر۔ کبھی کہتے تھے افترے علی اللہ کذبا ام بہ جنۃ۔ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے قول کے جھٹلانے کو یہہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ نہ اللہ کے رسول مجنون اور دیوانے ہیں نہ اونہوں نے اپنی طرف سے اس قرآن کو بنایا ہے۔ نہ کسی انسان نے اس قرآن کو اونہیں سکھایا ہے بلکہ یہ ایسا کلام نہیں ہے جسطرح شیاطین چوری سے بعضی باتیں آسمان کی سنکر کاہنوں سے کہہ دیتے ہیں بلکہ پیغام کے طور پر اللہ کی طرف سے ایک صاحب قوت معتبر امانت دار فرشتہ نے یہہ قرآن اللہ کے نبی کو پہونچایا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی قوت کا ذکر یہاں اسلئے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل کی قوت کے سبب سے شیطان حضرت جبرئیلؑ سے بھاگتا ہے۔ چنانچہ سورہ انفال میں گذر چکا ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت پہلے تو شیطان قبیلہ بنی کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی شکل بنکر مشرکوں کے لشکر میں موجود تھا۔ اور مشرکوں کو کہا تھا کہ آج تمہاری فتح ہے جب لشکر اسلام کی مدد کو فرشتے آئے اور اس ملعون نے جبرئیل علیہ السلام کو پہچانا تو فوراً بھاگ گیا۔ غرض حاصل معنے یہ ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی قوت کے سبب سے اون کی پیغام رسانی میں شیطان کا کچھہ دخل ہے نہ اونکی امانت داری کے سبب سے اس پیغام رسانی میں کچھہ خیانت کا دخل اسطرح کے صاحب قوۃ امانت دار فرشتہ کی معرفت جو اللہ کا پیغام اللہ کے نبی کو پہونچتا ہے وہ بلاشک اللہ کا کلام ہے بعضے مفسروں کے قول کی بنا پر اگر اس آیۃ میں رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قرار دیجاوے تو مشرکین کی جہالت کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں وہ مطلب ہرگز حاصل نہیں ہوتا بلکہ مشرکوں کے قول کی تائید ہوجاتی ہے کس لئے کہ مشرک لوگ بھی یہی کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں خود محمدؐ کا کلام ہے اور آیۃ کا بھی یہی مطلب ہوگا کہ قرآن اللہ کے رسول محمد کا کلام ہے۔ شریعت میں جسطرح حضرت جبرئیل علیہ السلام کی قوت مشہور ہے کہ قوم لوط کی چالبستیوں کو ایکدفعہ ہی اوٹھا کر اولٹ دیا ایک چنگھاڑ میں ثمود کو غارت کر دیا۔ اسیطرح شریعت میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے سرداروں میں سے ہیں معراج کی صحیح حدیث اوپر گذر چکی ہے کہ اوس رات حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حکم پر آسمان کے دروازے کھلے بعضے علماء نے ان آیتوں سے یہہ مطلب جو نکالا ہے کہ حضرت جبرئیل کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر ہے کیونکہ ان آیتوں میں حضرت جبرئیل کی چند صفتیں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط اتنا ہی فرمایا ہے کہ اللہ کے نبی مجنون نہیں ہیں یہ مطلب صحیح نہیں ہے کیونکہ ان آیتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ قاصد کا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ مکتوب الیہ کا۔ اور یہہ

منزل ۷

ظاہر بات ہے کہ کاتب کے نزدیک قاصد سے مکتوب الیہ کا مرتبہ ہمیشہ بڑھکر ہوتا ہے جو مکتوب الیہ کو خط لکھا جاتا ہے۔ اور قاصد تو محض قاصد ہوتا ہے بظنین میں ظا کی قرأۃ اوسے ہے معنے اوس کے یہ ہیں کہ اللہ کے رسول پر اس تہمت کا لگانا غلط ہے کہ قرآن خود اونکا کلام ہے بلکہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کیونکہ جب تم لوگوں سے اسکی مانند ایک آیتہ بھی نہ بن سکے تو جان لو کہ اسطرح کا کلام کسی انسان سے ہرگز نہیں بن سکتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دو دفعہ دیکھا ہے پہلی دفعہ مقام حرا میں اور دوسری دفعہ معراج کی رات سدرۃ المنتہے کے پاس اس آیتہ میں پہلی دفعہ کے دیکھنے کا ذکر ہے جسکی تفصیل صحیح حدیثوں میں ہے +

وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ
مکی ہے	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	یہ صورت

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ○ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ○ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ○ وَاِذَا
جب آسمان چرجاوے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا بہ چلیں اور جب

الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ○ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ
قبریں الٹ اٹھائی جاویں جان لیوے جی آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا اے آدمی کاہے سے بہکا تو اپنے رب

الْكَرِيْمِ ○ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ○ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ○ كَلَّا بَلْ
کریم پر جسنے تجھکو بنایا پہر تجکو ٹھیک کیا پہر تجکو برابر کیا جس صورت میں چاہا تجکو جوڑ دیا کوئی نہیں

تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ○ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○
پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف ہونا اور تم پر نگہبان مقرر ہیں سردار لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔

آسمان کے پھٹ جانے اور تاروں کے زمین پر آن پڑنے کا حال تو اوپر گذر چکا ہے۔ ایک جگہ دریا کا بہ نکلنا اور ایک جگہ دریا کے پانی کا آگ ہوجانا جو فرمایا اسکا مطلب یہ ہے کہ پہلے زمین پھٹکے سب دریا ایک ہو جاوینگے اور پھر اونکا پانی آگ ہوجاویگا بعضے سلف نے پانی کے آگ ہوجانے کا مطلب یہ قرار دیا ہے کہ دریا کا پانی کھولایا جاکر آگ کی مانند گرم کردیا جاوے گا اور وہی پانی دوزخمیں دوزخیوں کو پلایا جاوے گا۔ واذا القبور بعثرت کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان ہوچکا کہ آسمان سے ایک مینہ برسیگا جس سے سب آدمیوں کے جسم تیار ہوجائیں گے اور پھر اون جسموں سے روحوں کا تعلق ہوجائیگا۔ موت سے پہلے آدمی نے جو کچھ کیا وہ اسکا مقدم عمل ہے اور موت کے بعد کوئی صدقہ جاریا کوئی بدرسم جو چھوڑا وہ اسکا موخر عمل ہے۔ اب آگے اللہ تعالے نے انسان کو اپنے کرم اور احسانات یاد دلائے ہیں کہ جسطرح دنیامیں چند روز جینے کے بعد مرکر انسان آخر کو مٹی ہو جاوے گا۔ اسیطرح دنیامیں پیدا ہونے سے پہلے انسان

بالکل نیست ونابود تھا اللہ تعالےٰ نے اوسکو پیدا کیا برا بھلا دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں ہر طرح کی بات سننے کے لئے کان دیئے ہر طرح کی بات سمجھنے کے لئے عقل دی ان سب چیزوں سے انسان نے کام لیا تو یہہ لیا کہ شیطان کے فریب میں آن کر بعضے لوگ تو بالکل خدا کو بھول ہی گئے اور اپنے پیدا کرنے والے کو چھوڑ کر کوئی بتوں کی پرستش میں لگ گیا اور کوئی اور چیزوں کی بعضے لوگوں نے یہہ فریب کھایا کہ خدا کی عبادت میں دنیا کے دکھاوے اور ریاکاری کو دخل دیا بعضے اس فریب میں ہیں کہ جن باتوں سے خدا تعالےٰ نے منع کیا ہے اون باتوں کے کرنے پر دلیر ہیں اور رات دن طرح طرح کے گناہوں میں اون کی عمر گذرتی ہے اسلئے فرمایا کہ ان فریبوں کا سبب یہ ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد پھر جینے کا اور جزا و سزا کے ہونیکا یقین نہیں ہے ورنہ کوئی انسان جان بوجھ کر اپنا برا نہیں چاہتا۔ اگر یہ یقین آدمی کے دلمیں جم جاوے کہ برائی کی سزا ایک دن ضرور پیش آنے والی ہے تو شیطان کے فریبوں میں پھر آدمی بہت کم آوے گا جیسطرح حاکم وقت لوگوں نے قانون بنا دیا ہے مثلاً چوری ڈاکہ یہہ جرم ہیں جو کوئی یہ جرم کرے گا تو ثبوت کے بعد اوسکو اسقدر سزا ملیگی اب جن لوگوں کو قانون کے مطلب و منشا کا پورا یقین ہے اونکو چوری اور ڈاکہ کی ہزار طرح کی رغبت دلائے لیکن وہ لوگ جہاں تک ہوسکتا ہے اپنے آپ کو خلاف ورزی قانون حاکم وقت سے بچاتے ہیں اسیطرح حاکم حقیقی نے دفعہ وار ہر جرم کی سزا مقرر کر دی ہے ثبوت جرم کے لئے روداد جمع کرنے کو دو روزنامچہ نویس ہر شخص کے ساتھ ہر وقت مرتے دم تک لگے ہوئے ہیں تجویز سزا کے لئے ایک تاریخ پیشی جسکا نام قیامت کا دن ہے قرار پا چکی ہے پھر کیا سبب ہے کہ حاکم وقت کے قانون کا جسقدر عمل دنیا میں نظر آتا ہے قانون الٰہی کا اوسقدر عمل بھی نظر نہیں آتا ہے یہی سبب ہے کہ منہ سے ماننا ہے مرنا سب کہتے ہیں لیکن مرنے کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے اوسکو ایک قصہ کہانی جانتے ہیں پھر فرمایا کہ جو لوگ اپنی نادانی اور شیطان کے فریب سے آخرت کی یقینی باتوں کو قصہ کہانی سمجھتے ہیں اون کے سمجھنے پر کچھ انتظام الٰہی منحصر نہیں ہے نہ اونکے سمجھنے سے آخرت کی یقینی باتیں قصہ کہانیاں قرار پا سکتی ہیں انتظام الٰہی یہی ہے تو آخرت کی سزا و جزا ایسا ایک ضروری امر ہے جسکے انجام کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیساتھ دو فرشتے متعین کر رکھے ہیں ہر وقت کا قول و فعل ہر ایک انسان کا وہ لکھے فرشتے لکھتے ہیں جس سے تمام عمر کا اعمال نامہ ہر ایک انسان کے سامنے آویگا اوسدن آخرت کی اون یقینی باتوں کا سب کو پورا یقین ہو جاویگا لیکن کام آنے والا یقین یہی دنیا کا یقین ہے۔ اوسدن کا یقین کسی کے کچھ کام نہ آوے گا ابو سعید خدری سے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم میں روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ شیطان نے آسمان سے نکالے جانے کے وقت اللہ تعالےٰ سے قسم کھا کر یہ کہا کہ جبتک انسان کے جسم میں جان ہے میں اوس کے بہکانے میں کوئی کوتاہی نہ کرونگا۔ اللہ تعالےٰ نے اوس کے جواب میں قسم کھا کر فرمایا کہ انسان جبتک گناہ کر کے توبہ استغفار کرتا رہے گا۔ میں بھی اوس کے گناہ کے بخش دینے میں کوئی کوتاہی نہ کرونگا حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اسیطرح معتبر سند سے ابن ماجہ اور بیہقی میں عبد اللہ بن بسر اور زبیر سے جو روایات ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہہ منظور ہو کہ وہ اپنا اعمال نامہ پڑھکر خوش ہو تو وہ اپنے گناہوں سے توبہ استغفار

کیا کرے حاصل یہ ہے کہ آدمی کو چاہیئے کہ دنیا کے پیچھے عقبے کو نہ بہوے اور اقتضائے بشریت سے جب کبھی کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً سچے دل سے توبہ استغفار کرے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا دل میں مضبوط ارادہ رکھے اور خوب جان لیوے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دو روزنامچہ نویس ہر وقت لگے ہوئے ہیں اسیطرح جبتک انسان کے دم میں دم ہے اوس کے دم کے پیچھے ایک ایسا قوی بہکانے والا ہر دم لگا ہوا ہے جو آدمی کے تمام جسم میں خون کے دورہ کی طرح دورہ کرتا ہے۔ اور جو اپنا کام پورا کرنے پر خدا تعالےٰ کے روبرو حلف اوٹھا چکا ہے۔ انسان کے لیے اِس مخمصے سے چھٹکارہ ہے تو وہی ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے اوس ملعون کے جواب میں فرمایا ہے ؛

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا
بیشک جو نیک لوگ بہشت میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں بیٹھینگے اوسمیں انصاف کے دن اور نہ ہونگے اوس سے

بِغَآئِبِیْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِكُ
چھپ رہنے والے اور تجھکو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھکو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا جسدن بھلا نہ کرسکے

نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝
کوئی جی کسی جی کا اور حکم اوسدن اللہ ہی کا ہے۔

ع منزل ۷

اوپر کی آیتوں میں انسان کے پیدا کرنے اور حشر کا ذکر تھا ان آیتوں میں اوس سب کا یہ نتیجہ فرمایا کہ نیکوں کو نیکی کی جزا میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں ملیں گی اور بدوں کو بدی کی سزا میں دوزخ کا طرح طرح کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ پھر قیامت کا تاکید کے طور پر دو دفعہ ذکر فرما کر یہہ جتلا دیا کہ اوسدن کے عذاب سے بغیر مرضی الٰہی کوئی کسیکو چھوڑا نہیں سکتا۔ کیونکہ دنیا کی طرح اوسدن اللہ تعالیٰ کے روبرو بیجا سفارش کرنے کا کسی کا مقدور نہیں اِس آیتہ میں فاجر سے وہی لوگ منکر حشر مراد ہیں جنکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا اہل ایمان گنہ گار اسمیں داخل نہیں ہیں کسلئے کہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایمان گنہ گاروں میں سے جس شخص کے دلمیں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ اوسکی بھی شفاعت قبول ہوگی اور وہ آخیر کو جنت میں جاوے گا ؛

سُوْرَةُ التَّطْفِیْفِ مَكِّیَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝	وَهِیَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَةً
یہ سورة	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	مدنی ہے

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ
خرابی ہے گھٹانیوالوں کی وہ کہ جب ماپ لیں لوگوں سے پورا بھر لیں اور جب ماپ دیں انکو

أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ

یا تول دیں تو گھٹا کر دیں کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ انکو اٹھنا ہی ایک بڑے دن کے واسطے جسدن کھڑے ہیں

النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

لوگ راہ دیکھتے جہان کے صاحب کی۔

معتبر سند سے نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ مدینہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مدینہ کے لوگوں کو کم تولنے اور کم ناپنے کی بہت عادت تہی اوسپر اللہ تعالے نے یہہ سورۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ کیا یہ لوگ حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالے کے رو برو کہڑے ہونے سے نہیں ڈرتے جو انہوں نے کم تولنے اور کم ناپنے کا شیوہ اختیار کیا ہے اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد اکثر لوگ تو پورا تولنے اور ناپنے لگے اور کچھ لوگ اوسی حال پر رہے +

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

کوئی نہیں لکہا گنہگاروں کا پہنچا بندیخانے میں اور تجکو کیا خبر ہے کیا ہے بندیخانہ ایک دفتر ہے لکہا ہوا خرابی ہے اسدن

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ۝

جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں انصاف کا دن اور اسکو جھٹلاتا وہی ہے جو بڑہ چلنے والا گنہگار ہے

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا

جب سنائے اسکو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں پہلوں کی کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے اُن کے دلوں پر جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ

کماتے تہے کوئی نہیں وہ اپنے رب سے اُسدن روکے جاویں گے پہر مقرر وہ پیٹھنے والے ہیں دوزخ میں پہر کہیگا وہ

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

یہ ہے جسکو تم جھوٹ جانتے تہے۔

جو لوگ قیامت کے دن خدا کے رو برو کہڑے ہونے کے ڈرانے سے نہ ڈرے اونکو فرمایا کہ وہ گنہگار قیامت کے منکر ہیں کیونکہ جسکو قیامت کے آنے اور اس دن خدا تعالے کے رو برو کہڑے ہونے کا یقین ہے وہ اُسدن کے عذاب سے ایسا بیفکر نہیں ہے جیسے کہ یہہ لوگ ہیں پھر فرمایا کہ ان کے نامہ اعمال سجین میں رکہے جاوینگے سجین ساتویں زمین میں ایک جگہ ہے جہاں بد لوگوں کے اعمال نامے رکہے جاتے ہیں چنانچہ ابو داؤد اور مسند امام احمد وغیرہ میں براء بن عازب سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ بد لوگوں کی قبض روح کے بعد فرشتے اون روحوں کو آسمان پر لیجانے کا جب قصد کرتے ہیں تو

اون روحوں کو آسمان پر لیجانے کا خدا کا حکم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ حکم ہوتا ہے کہ ایسے روح کو زمین پر پھینکدو اور ایسے بدلوگوں کے اعمال کا حوالہ ساتویں زمین کے اوس دفتر میں لکھدو جسکا نام سجین ہے اِس حکم کے موافق اوس کے اعمال نامہ کا حوالہ سجین میں لکھدیا جاتا ہے اور اوسکی روح کو قبر کے سوال وجواب کے لئے پھر جسم میں پھونکدیا جاتا ہے۔ منذری نے اس حدیث کو حسن کہا ہے پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کی بڑی خرابی ہے جو جزا و سزا کے منکر ہیں اور آیات قرآنی کو قصہ کہانی بتلاتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے منکر وہی لوگ ہیں جو گناہ کے کرنے میں حد سے بڑھ گئے۔ اور کثرت گناہوں سے اون کے دلپر زنگ آگیا ہے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد ترمذی نسائی وغیرہ میں ابوہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اوس کے دلپر ایک چھوٹا سا داغ پڑجاتا ہے پھر اگر اُس گناہ کے بعد اوس شخص نے خالص دل سے توبہ و استغفار کرلی تو وہ داغ دلپر سے جاتا رہتا ہے۔ اور اُس شخص کا دل صاف ہوجاتا ہے۔ اور اگر وہ شخص بغیر توبہ و استغفار کے گناہ پر گناہ کرتا رہا تو رفتہ رفتہ ایسے شخص کے دلپر زنگ لگ جاتا ہے۔ یہ حدیث فرماکر آپ نے آیت کلا بل ران علی قلوبہم ماکانوا یکسبون پڑھی۔ غرض اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کم تولنے اور ناپنے والوں کا ذکر فرماکر پھر دل کے زنگ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حاصل مطلب اِن آیتوں کا یہ ہے کہ کم تولنے کی گناہ کی عادت سے اون لوگوں کے دل سیاہ ہوگئے ہیں اور دل کے سیاہ ہوجانے کے سبب سے اون لوگوں کے دلپر نصیحت کا اثر نہیں ہوتا اسواسطے باوجود نصیحت کے یہ لوگ اپنی بُری عادتیں نہیں چھوڑتے اور حساب وکتاب کے لئے خدا کے روبرو کھڑے ہونے کا خوف اِن کے دل میں باقی نہیں رہا۔ بغیر توبہ کے گناہ کی عادت ڈالنے کو اصرار کہتے ہیں جو لوگ گناہ پر اصرار نہیں کرتے اون لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران میں تعریف اسلئے فرمائی ہے کہ صغیرہ گناہوں پر اصرار کرتے کرتے آدمی کبیرہ گناہ کرنے لگتا ہے اور کبیرہ گناہ کے اصرار سے آخر کو آدمی کے دلپر زنگ لگجاتا ہے یہ جو ایک قول مشہور رہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ گناہ بنجاتا ہے کسی حدیث سے اِس قول کی تائید نہیں ہوتی۔ ہاں حدیث شریف سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے جس آدمی کے نامہ اعمال میں صغیرہ گناہوں کا ایک بڑا مجموعہ ہوجاوے تو شریعت میں ایسے شخص کی حالت ایک خوفناک حالت ہوجاتی ہے۔ معتبر سند سے مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صغیرہ گناہوں کی عادت سے ہر شخص کو بچنا چاہئے کیونکہ صغیرہ گناہ کی عادت پڑجانے کے سبب سے جب صغیرہ گناہوں کا مجموعہ بڑھ جاویگا تو انسان کی ہلاکت کا خوف ہے پھر آپ نے مثال کے طور پر فرمایا کہ ایک صغیرہ گناہ گویا ایک لکڑی ہے اور بہت سے صغیرہ گناہ ایک لکڑیوں کا انبار ہے لکڑیوں کے انبار میں آگ کا لگنا ہلاکت کا موجب ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بغیر توبہ کے کبیرہ گناہ کی عادت سے آدمی کے دل پر زنگ لگجاتا ہے اور صغیرہ گناہوں کی کثرت سے گناہ کی تعداد کا نیکیوں کی تعداد سے بڑھ جانیکا

منزل ۷

اندلشیہ ہے اسواسطے ہرطرح کے گناہ سے آدمی کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حضرت انس کی حدیث اوپر گذرچکی ہے کہ اچھے گناہ گار وہ ہیں جنکو توبہ کی عادت ہے۔ اگرچہ یہ بھی اوپر گذرچکا ہے کہ نیک عمل کے کرنیسے بہی صغیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف ہوجاتے ہیں لیکن انسان کو کیا معلوم ہے کہ اوسکا کونسا نیک عمل اللہ کی درگاہ میں قبول ہوا اور جبکہ نیک عمل کا قبول ہونا ہی یقینی نہیں ہے تو نیک عمل کے قبول ہونے کے بھروسہ پر صغیرہ گناہ کی توبہ میں سستی کرنا مناسب نہیں ہے۔ بلکہ ہرطرح کے گناہ سے فوراً توبہ کا کرلینا مناسب ہے۔ تاکہ کسیطرح کے گناہ پر اصرار کا شبہ باقی نرہے اِن آیتوں کے موافق حشر کے میدان میں تو نیک و بد سب خدا کے روبرو کہڑے ہونگے اور اسی دربار میں جب جنتی اور دوزخی کا فیصلہ اخیر ہوجاویگا تو پہر دوزخیوں کو خدا کا دیدار نصیب نہوگا اور منکرین حشر کے دوزخ میں جانے کے بعد طرح طرح کا اونپر عذاب ہوگا۔ اور اُن کے قائل کرنے کے لئے گھڑی گھڑی اون سے فرشتے یہ کہونیگے کہ جس عذاب کے تم لوگ دنیا میں منکر تہے تو اب اوسکا مزہ چکہو ؛

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ

کوئی نہیں لکھا ہوا نیکوں کا ہے اوپر والوں میں ۔ اور تجکو کیا خبر ہے کیا ہیں اوپر والے ۔ ایک دفتر ہے لکھا ہوا اُسکو دیکھتے ہیں

الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

نزدیک والے یعنے فرشتے ۔ بیشک نیک لوگ ہیں آرام میں ۔ تختوں پر بیٹھے ۔ دیکھتے ۔ پہچانے تو اون کے مونہہ پر

نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

تازگی آرام کی ۔ اُنکو پلائی جاتی ہے شراب خالص کی جسکی مہر جمتی ہے مشک پر ۔ اور اُسپر ڈہکیں ؎

الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

ڈہکنے والے ۔ اور اُسکی ملونی ہے اوپر سے پڑہی ۔ وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے نزدیک والے۔

منزل ۷

اوپر حشر کے منکر اہل دوزخ کا ذکر تہا اوس کے مقابلہ کے لیئے اِن آیتوں میں اون لوگوں کا ذکر فرمایا جنکو دنیا میں ایکدن خدا کے روبرو کہڑے ہونے کا پورا یقین تہا۔ اور اس یقین کے سبب سے جہانتک ہوسکا دنیا سے اوسدن کی راحت کا کچھ سامان بہی وہ اپنے ساتھ لیگئے۔ برا بن عازب کی وہ حدیث جسکا ذکر اوپر گذرا اوس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ نیک لوگونکی روح قبض کر کے جب فرشتے آسمان پر لیجانے کا قصد کرتے ہیں تو ساتوں آسمانوں کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اللہ تعالٰی کے روبرو جب اوس روح کو حاضر کیا جاتا ہے تو علیین مقام کے دفتر میں جو ساتویں آسمان پر ہے اوس کے نامۂ اعمال کا حوالہ لکھنے کا حکم ہوتا ہے اور اُس روح کو منکر نکیر کے سوالات کا جواب دینے کے لیئے پہر جسم میں پلٹا دیا جاتا ہے۔ پہر فرمایا کہ یہہ نیک لوگ جنت میں جانے کے بعد اپنے چھپر کہٹوں میں بیٹھے

؎ ڈہکیے کے معنے حرص کرنا

ہوئے جنت کے باغوں کی سیر کیا کرینگے۔ اور رحیق نام شراب کی سر مہر تو ملین جسمیں تسنیم نام شراب کی چشمہ کی ملونی ہوگی بعضے جنتیوں کو ملے گی اور جو جنتی اِن سے اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ عام طور پر تسنیم کو پیا کریں گے۔ اِس سے جب یہ بات نکلی کہ جنت کی نعمتیں لوگوں کے عملوں کے موافق کسیکو کمتی کسیکو بڑھتی ملیں گی تو اِس ذکر کے بیچمیں یہ بھی جتلا دیا ہے کہ جنت کا اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے لئے ہر شخص کو نیک عمل کی حرص کرنی چاہیئے صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر درجہ دوسرے درجہ سے پانسو برس کے راستہ کے برابر بلند ہے اِن سب درجوں میں اعلیٰ درجہ وہ ہے جسکا نام فردوس ہے۔ اوسیکے اوپر عرش معلےٰ ہے اور اِس درجہ میں سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں +

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ
وہ جو گنہگار ہیں تھے ایمان والوں سے ہنستے اور جب ہو نکلتی اُن پاس آپسمیں سین کرتے

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
اور جب پھر کر جاتے اپنے گھر پھر جاتے باتیں بناتے اور جب اُن کو دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ

لَضَآلُّوْنَ ۝ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ
بہک رہے ہیں اور اُن کو بھیجا نہیں اُن پر نگاہبان سو آج ایمان والے منکروں سے

يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝
ہنستے ہیں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں اب بدلا پایا منکروں نے جیسا کچھ کرتے تھے۔

منزل ۷

اوپر جنتیوں اور دوزخیوں کا ذکر تھا اُوسی ذکر کو پورا کرنے کے لئے اِس مدنی سورۃ میں کچھ مکہ کے نافرمان صاحب نخوت مشرک لوگوں کا ذکر فرمایا حاصل اِس قصہ کا یہہ ہے کہ ابوجہل ولید بن مغیرہ اور اِس قسم کے مالدار لوگ بلال عمار جیسے غریب مسلمانوں کو طرح طرح کی مسخراپن کی باتوں میں اُڑاتے تھے اللہ تعالےٰ نے دنیا میں تو اِس قصہ کا یہ فیصلہ کیا کہ یہہ مشرک مالدار لوگ اِن غریب مسلمانوں کے قول و فعل کی نگرانی و نگہبانی کے لئے نہیں پیدا کیئے گئے ہیں جو یہہ ہر وقت اِن غریب مسلمانوں کے درپے رہتے ہیں اُنکو اپنے کام سے کام دوسروں سے اُنکو کیا غرض اور عقبےٰ کا دونو فریق کا یہہ حال سنایا کہ وہاں کا معاملہ برعکس ہوگا کہ یہہ غریب مسلمان تختوں پر شاہانہ ٹھاٹ سے بیٹھے ہوئے جنت کے باغوں کی سیر کر رہے ہونگے۔ اِس سیر میں جنت کے بلند مکانوں کی سیرگاہوں سے جب اُن غریب مسلمانوں کی نظر دوزخ میں اُن مشرک لوگوں پر جا پڑے گی اور دیکھیں گے کہ دنیا میں کے ان پر ہنسنے والے لوگ آج عجیب ذلت اور خواری میں ہیں تو اِن غریب مسلمانوں کو بھی ان مشرکوں پر ہنسی آوے گی۔ اور آپسمیں یہہ تذکرہ کرینگے کہ اِن مشرکوں نے دنیا میں جیسا کیا ویسا ہی پھل پا لیا۔ یا نہیں جسکا مطلب یہ ہے

لے آنکھیں طنز کے طور پر مارنا

کہ انہوں نے اپنے کئے کا پورا ثمرہ پایا۔ ثواب بدلہ کو کہتے ہیں ثوب اسی سے بنایا گیا ہے معنے وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ یہ مشرک مالدار دوزخ میں جانے کے بعد ان غریب مسلمانوں کے حق میں جو کچھ کہوینگے وہ سورہ ص میں گذر چکا کہ پہلے پہل وہ کہوینگے مالنا لانری رجالا کنا نعدھم من الاشرار اتخذناھم سخریا ام زاغت عنھم الابصار حاصل مطلب دونوں آیتوں کا یہ ہوا کہ وہ مشرک مالدار غریب مسلمانوں کو اپنی ساتھ نہ دیکھیں گے تو اونکو بڑا تعجب ہوگا پھر اونکو اپنے اوپر ہنستے ہوئے جنت میں ہر طرح کی راحت میں دیکھ کر جان لیویں گے کہ جنکو یہ بہکا ہوا سمجھکر اون سے مسخراپن کرتے تھے وہ بہکے ہوئے نہ تھے بلکہ یہ خود بہکے ہوئے تھے صحیح مسلم وغیرہ میں انس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کے دوزخ اور جنتیوں کے جنت میں جاتے ہی مالدار اہل دوزخ سے فرشتے پوچھیں گے کہ دنیا کے جس عیش و آرام کے سبب سے تم لوگوں نے عقبے کو بھلا دیا تھا دنیا کا وہ عیش و آرام اس عذاب کی حالت میں تم کو کچھ یاد ہے وہ لوگ قسم کھا کر کہوینگے کہ نہیں کچھ یاد نہیں پھر اسیطرح اہل جنت سے پوچھیں گے کہ دنیا کی جن تکلیفوں پر صبر کرنے سے تمکو یہ عیش و آرام ملا۔ اس عیش و آرام میں تمکو دنیا کی وہ تکلیفیں کچھ یاد ہیں یہ لوگ قسم کھا کر وہی جواب دیوینگے +

سورۃ الانشقاق مکیۃ یہ سورۃ	بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	وھی خمس وعشرون ایۃ مکی ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ○ وَأَلْقَتْ

جب آسمان پھٹ جاوے اور سن لے حکم اپنے رب کا اور اسی لائق ہو اور جب زمین پھیلائی جاوے اور نکال ڈالے

مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

جو کچھ اسمیں ہے اور خالی ہو جاوے اور سن لے حکم اپنے ربکا اور اسی لائق ہو اے آدمی تجکو بچنا ہے اپنے رب تک پہونچنے میں

كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ○ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ○ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ○

بچ بچ کر پھر اس سے ملنا ہو سو جسکو لکھا اسکا دیا گیا داہنے ہاتھ میں تو اس سے حساب لینا ہے آسان حساب

وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ○ فَسَوْفَ يَدْعُو

اور پھر کر آوے اپنے لوگوں پاس خوش وقت اور جسکو ملا اسکا لکھا پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا

ثُبُورًا ○ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ○ إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ○ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ ○ بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ○

موت کو اور پیٹھیگا آگ میں وہ رہا تھا اپنے گھر میں خوش وقت اسنے خیال کیا تھا کہ پھر نجاویگا کیوں نہیں اسکا رب اسکو دیکھتا تھا

یہ دوسرے وقت کا آسمان کا پھٹنا ہے کیونکہ اسکے ساتھ زمین سے مردوں کے اٹھنے کا ذکر ہے اور نئی زمین سکے پھیلانے

منزل ۷

یہ مطلب ہے کہ اوسمیں عمارت پہاڑ ٹیلہ کوئی چیز نہوگی اِس سرے سے اوس سرے تک فقط چوڑی زمین ہے خوب پہیلی ہوئی ہوگی زمین میں جو کچھ ہے اوس کے باہر آجانے کا مطلب اگر ان خزانوں کے زمین سے باہر آجانے کا لیا جاوے جو قیامت کے قریب زلزلہ کے سبب سے نکل آویں گے جسکا ذکر صحیح مسلم کی ابوہریرہ کی حدیث میں ہے تو پہر آسمان کا یہہ پھٹنا اول صور کے وقت کا ہوسکتا ہے۔ کدح کے معنے کسی کام میں لگنے اور اُس کام کے کرنے میں کوشش کرنے کے ہیں قیامت کے ذکر کے بعد انسان کے عمل کا ذکر فرمایا جسکا مطلب یہ ہے کہ زیست بہر دنیا میں نیک و بد جو کچھ ہر شخص کرے گا جسوقت قیامت قائم ہوگی تو اوسکا وہ سب عمل اوسکے سامنے آجاویگا۔ قیامت کے دن نیک و بد عمل کے سامنے آنے کا مطلب یہ ہے کہ اوسدن ہر شخص کو اوسکے ہر طرح کے عمل کی جزا و سزا مل جاوے گی ورنہ نیک و بد عمل تو ہر شخص کو قبر میں رکہتے ہی اوسکے سامنے آجاتا ہے۔ چنانچہ جس برار بن عازب کی حدیث کا ذکر اوپر گذرا اوس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ منکر نکیر کے سوال و جواب کے بعد نیک شخص کے پاس اوسکی قبر میں ایک آدمی اچہی صورت کا اچھا لباس پہنے ہوئے آتا ہے اور مردہ سے کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں اسیطرح بد آدمی کے مردہ کی قبر میں بدشکل بُرے لباس کا ایک شخص اوس مردہ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے میں تیرا بد عمل ہوں اسکے بعد نیک آدمی قیامت کے جلدی آنے اور اپنے نیک عمل کی جزا پانے کی تمنا کرتا رہتا ہے اور بد آدمی قیامت کے نہ آنے اور اپنے بد عمل کی سزا سے بچ جانے کی آرزو میں لگا رہتا ہے۔ آسان حساب کی بابت مسند امام احمد مستدرک حاکم تفسیر عبد بن حمید تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا اللّٰھم حاسبنی حسابا یسیرًا تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت آسانی سے حساب ہو جانیکی قیامت کے دن کیا صورت ہوگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسانی سے حساب ہوجانے کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالے اپنے بعضے بندوں کے نامہ اعمال پر فقط نظر ڈالے گا۔ اور درگذر فرماکر حساب میں زیادہ کرید نہ فرماوے گا۔ کیونکہ جس شخص کے حساب میں کرید نکالی جاوے گی وہ ضرور عذاب کا مستحق ٹہریگا۔ صحیحین وغیرہ میں حضرت عائشہ سے ایک اور روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آسانی سے حساب کا اِس آیتہ میں ذکر ہے وہ فقط یہی ہے کہ نامہ اعمال پر سرسری طور سے ایک نظر ڈالی جاویگی ورنہ کرید سے اصلی حساب جس شخص کا ہوگا وہ ضرور عذاب کا مستحق ٹہر جاویگا۔ بیہقی مستدرک حاکم مسند بزار طبرانی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہونگی قیامت کے دن اوسکا حساب آسانی سے ہوگا ایک بدمزاج رشتہ داروں سے سلوک اور صلہ رحمی کا کرنا۔ دوسرے جو بُرائی سے اپنے سے پیش آوے اوسکے ساتہہ بھلائی سے پیش آنا تیسرے اگر کوئی ظلم زیادتی کرے تو اوسکو معاف کردینا۔ اللہ تعالے کی جن بندوں پر نظر عنایت ہوگی تو بندوں کے حساب میں آسانی کی صورت

مسئلہ

یہ بھی ہوگی کہ اللہ تعالےٰ اُن کے گناہ معاف فرماویگا صحیحین کی حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث اوپر گذرچکی ہے جس کا حاصل یہ ہی کہ بعضے اللہ کے بندے اپنے نامۂ اعمال میں جب قیامت کے دن اپنے گناہ لکھے ہوئے دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے روبرو اُن گناہوں کا اقرار کریں گے تو اللہ تعالےٰ فرماویگا جسطرح دنیا میں تمہارے گناہوں کو میں نے پوشیدہ رکھا تھا اور تمکو رسوا نہیں کیا تھا۔ آج بھی میں تمکو رسوا نہیں کرتا۔ اور تمہارے گناہوں کو بخش دیتا ہوں ایک صورت آسانی حساب کی یہ بھی ہوگی کہ تھوڑی سی نیکی کا ثواب اللہ تعالےٰ بہت سا عنایت فرماویگا جس سے بدی کا پلڑہ ہلکا ہوجاویگا۔ اور نیکیوں کا پلڑہ بھاری ہوکر حساب میں کچھ دقت باقی نہ رہے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث اوپر گذرچکی ہے جسمیں کلمۂ توحید کے ثواب کے پلڑے کے بھاری ہوجانے کا ذکر ہے ایک آسانی حساب کی صورت یہ ہوگی کہ نامۂ اعمال میں جو گناہ لکھے ہوئے ہیں اونکو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے نیکیوں کے ساتھہ بدل دیوے گا۔ جسکا ذکر صحیح مسلم کی حضرت ابوذر کی حدیث میں اوپر گذرچکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ شرک ظاہری اور شرک باطنی سے جسکو ریاکاری کہتے ہیں انسان کو بچنا چاہیئے پھر اگر آدمی گنہگار بھی بغیر توبہ کے مرگیا ہے تو اللہ کی ذات سے اللہ کی رحمت اور آسانی حساب کی توقع ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوذر کی روایت سے بہت بڑی حدیث قدسی ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جو شخص اسطرح حساب کے لیئے میرے روبرو کھڑا ہوگا کہ اوس کے نامۂ اعمال میں کسیطرح کا شرک نہوگا تو اگر ایسے شخص کے گناہ اسقدر بھی ہونگے کہ اُن گناہوں سے ساری زمین بھرجاوے۔ جب بھی مجھکو اُن گناہوں کے بخشدینے میں کچھ دریغ نہیں ہے یہ اون لوگوں کا ذکر تھا جنکا نامۂ اعمال داہنے ہاتھہ میں دیا جاویگا۔ اب دوسری آیت میں اُن لوگوں کا ذکر فرمایا جنکا اعمال نامہ پیٹھہ کے پیچھے سے بائیں ہاتھہ میں دیا جاویگا یہ وہ لوگ ہیں کہ قیامت کے دن کے حساب و کتاب کے منکر یا اوس سے بیفکر تھے اونکے حساب میں طرح طرح کی کرید نکالی جاویگی انجام اُنکا دوزخ ہوگا۔ کیونکہ اونکو سب کام اللہ کی نظر میں تھے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

سو قسم کہاتا ہوں شام کی سرخی کی اور رات کی اور جو اسمیں سمٹتا ہی اور چاند کی جب پورا بھرے تمکو چڑھنا ہے گھنڈے پہ

طَبَقٍ ؕ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ بَلِ الَّذِيْنَ

گھنڈ پھر کیا ہوا ہے اُن کو جو یقین نہیں لاتے اور جب پڑہیے اُن پاس قرآن سجدہ نہیں کرتے اوپر سے

كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

یہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں۔ سو خوشی سنا اُنکو دکھہ والی مار کی مگر جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۠

یقین لائے اور کیں بھلائیاں اُنکو نیگ ہے بے انتہا

اکثر علمار کے قول کے موافق شفق وہ سُرخی ہے جو غروب آفتاب سے عشا کے وقت تک آسمان پر رہتی ہے وسق کے معنے چند چیزوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ رات ایسی چیز ہے جسمیں سب چیزیں ایک جگہ ہوجاتی ہیں دن بہر چل پھر کے آدمی رات کو ایک جگہ ٹھکانے سے آن کر سوجاتا ہے۔ جانور بسیرا لیتے ہیں۔ اتساق کے معنے برابر ہونے کے ہیں چودہویں رات کا چاند خوب بھرپور اور برابر ہوتا ہے کوئی کونا اوسکا دبا ہوا نہیں ہوتا۔ اسلئے چاند کے حق میں یہ لفظ فرمایا۔ اِن قسموں کے بعد فرمایا اے لوگو تمکو کہنڈ پر کہنڈ چڑھنا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ تم ہمیشہ نہیں زندہ ہوگے بلکہ موت اور موت کے بعد کی سختیاں تم کو جھیلنی ہیں۔ معتبر سند سے مسند امام احمد و طبرانی میں انس سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگرچہ انسان کے لئے موت سخت چیز ہے لیکن موت کے بعد جو چیزیں اوسکو پیش آنے والی ہیں وہ موت سے بھی زیادہ سخت ہیں مطلب یہ ہے کہ موت کی سختی سے آدمی کی جان نکلجاتی ہے۔ عذاب قبر کی سختی حشر و قیامت کی سختی میں یہ بھی نہیں ہو کہ آدمی مر کر اوس سختی سے چھوٹ جاوے پھر فرمایا کہ ان لوگوں کو جب یہ سختیاں جھیلنی ہیں۔ اور یہ سختیاں بغیر اطاعت خدا اور خدا کے رسول کے کسیطرح آسان نہیں ہوسکتیں تو پھر ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ جو یہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت نہیں کرتے اور جب ان کے روبرو اللہ کا کلام پڑھا جاوے تو اوسکو دل سے نہیں سنتے اور کلام الٰہی کی تعظیم میں سر نہیں جہکاتے پھر فرمایا بعضے تو انہیں اللہ کی فرمانبرداری کے ایسے منکر ہیں کہ اللہ کا کلام ماننے کے بجائے اولٹا اوسکو جھٹلاتے ہیں پھر فرمایا ایسے لوگوں کے دلوں میں جو نافرمانی سمائی ہوئی ہے اللہ اوس سے غافل نہیں ہے اوسکو سب معلوم ہے اوسکے خمیازہ میں وقت مقررہ پر ایسے لوگوں کو سخت عذاب بھگتنا پڑے گا جسطرح کوئی کسی کو بڑی خوشخبری سناتا ہے بجائے کسی دوسری خوشخبری کے خدا کی طرف سے اونکو اوس عذاب کی خوشخبری سُنادیجائے ہاں اس فہمایش کے بعد انہیں سے جو لوگ اللہ کی فرمانبرداری قبول کر کے نیک کام کرینگے اونکا بدلہ کہیں مارا نہ جاوے گا اجرٌ غیرِ ممنون کے معنے مفسرین نے اوس بدلہ کے کئے ہیں جسمیں کسیطرح کی کمی نہو۔ اِن آیتوں میں سجدہ کا جو ذکر ہے بعضے مفسروں نے تو اوسکے معنے وہی اللہ کے کلام کی تعظیم کے لئے ہیں اور بعضوں نے اوس کے معنے سجدہ تلاوت کے لیئے ہیں سجدہ تلاوت کے سنت یا واجب ہونے میں علمار کا اختلاف ہے حنفی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سورۃ حج کے دوسرے سجدہ کے سوا سجدہ کی جو آیتہ پڑہی جاوے تلاوت کرنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہے سننے والے میں خواہ وہ شخص جو قرآن شریف کے سننے کے ارادہ سے وہاں موجود ہو خواہ وہ شخص ہو جو بغیر ارادہ کے وہاں آگیا ہو لیکن ائمہ فقہ و حدیث اوس کے مخالف ہیں اور تلاوت کے سجدہ کو سنت کہتے ہیں اِس سبب سے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عمر کی جو روایتیں ہیں اون سے تلاوت کے سجدہ کی زیادہ تاکید نہیں ثابت ہوتی حضرت عمر کی حدیث کا حاصل تو یہ ہے کہ ایک جمعہ کو تو سورۂ نحل پڑھکر حضرت عمر نے سجدہ کیا۔ اور پھر دوسرے جمعہ کو سورۂ نحل پڑہی اور سجدہ نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ جس کسی نے سجدہ کیا تو ٹھیک ہے اور جس کسی نے سجدہ نہیں کیا تو اوسپر کچھ گناہ نہیں ہے

منزل ۷

اور حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے تلاوت کا سجدہ فرض نہیں کیا ہے
حنفی مذہب کے علماء نے حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں فرض کی نفی کی گئی ہے۔ اور فرض کی
نفی سے واجب کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور مذہب کے علماء نے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ فرض کے علاوہ اصطلاحی طور پر
حنفی مذہب میں واجب جو نکالا گیا ہے یہ واجب صحابہ کے زمانہ میں نہیں تھا پھر کسی صحابہ کے قول سے ایس واجب کا
مطلب نکالنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر کی حدیث کا کوئی جواب کسی حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب میں نظر سے
نہیں گذرا۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور شعبی کا قول یہ ہے کہ تلاوۃ کا سجدہ بغیر وضو بھی جائز ہے۔

اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ
مکی ہے	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	یہ سورۃ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ○ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ○ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ○ قُتِلَ اَصْحٰبُ
قسم ہے آسمان کی جسمیں برج ہیں اور اُس دن کی جسکا وعدہ ہے اور حاضر ہونیوالے کی اور جسکے پاس حاضر ہوویں مارا جائیو کھائیاں

الْاُخْدُوْدِ ○ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ○ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ○ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
کھودنے والے آگ بھری ایندھن سے جب وہ اُسپر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ○ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○ الَّذِيْ
مسلمانوں سے سامنے دیکھتے اور اونسے بدلا نہ لیتے مگر اُسیکا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست خوبیوں سراہا جسکا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ
راج ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز جو دین سے بچلانے لگے ایمان والے مردونکو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ○
اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو اُنکو عذاب ہے دوزخ کا اور اُنکو عذاب ہے آگ لگنیکا

ان سات تاروں اور بارہ برجوں کا ذکر سورۃ فرقان میں گذر چکا ہے حاصل یہ ہے کہ آسمان کے بارہ حصے ہیں اُن کے ہر ایک
حصہ کو برج کہتے ہیں۔ چاند۔ سورج۔ زہرہ۔ مریخ۔ عطارد۔ مشتری۔ زحل۔ تارونکا دورہ جب ان برجوں میں ہوتا ہے
تو اوس سے مہینہ سال کی گنتی تبدیل موسم طرح طرح کی اللہ کی قدرتیں نمودار ہوتی ہیں ترمذی میں ابوہریرہ سے روایۃ ہے
جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آیۃ میں یوم موعود قیامت کا نام ہے اور یوم مشہود عرفہ اور
شاہد جمعہ کا اس حدیث کی سند میں ایک راوی موسےٰ بن عبیدہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس باب میں اور بھی متفرق
روایتیں ہیں جن سے ابوہریرہ کی اس حدیث کی تقویت ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے جہاں محمد بن عبید کی روایۃ

عبداللہ بن دینار سے ہو وہاں اُسمیں ضعف زیادہ مشہور ہے ترمذی کی روایتہ میں عبداللہ بن دینار نہیں ہیں اسیواسطے
ترمذی نے اِس روایتہ کے بعد موسےٰ بن عبیدہ کی کیقدر توثیق کی غرض سے یہ کہا ہے کہ موسےٰ ایسے شخص ہیں
جن سے شعبہ اور سفیان ثوری جیسے لوگوں نے روایتہ جایز رکہی ہے۔
اوپر کی چیزوں کی قسم کہا کر اللہ تعالےٰ نے اِس سورۃ میں ایک بادشاہ کا قصہ لوگوں کو آگ میں جلانے کا بیان فرمایا
ہے اِس قصہ کی روایتہ صحیح مسلم ترمذی۔ نسائی وغیرہ میں صہیبؓ کے حوالہ سے ہے حاصل اِس قصہ کا یہ ہے کہ اوس
بادشاہ نے اوس زمانہ کے اہلِ ایمان سے کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ جب اِن اہلِ ایمان نے اوس بادشاہ کی
بات کو نہ مانا تو اوس بادشاہ نے گلی کوچوں میں کھائیاں کھودوا کر اونمیں خوب آگ دہکائی۔ اور بہت سے آدمیوں کو
اوس آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ تفسیر کلبی وغیرہ میں ہے کہ آخر کو وہ آگ اوس بادشاہ اور اُس کے ساتھیوں پر پلٹ گئی
اور وہ سب جلکر خاک ہو گئے متقدمین مفسرین کی تفسیروں میں ایک بہت بڑی تفسیر کلبی ہے ابن عدی نے
اِس تفسیر کی تعریف کی ہے اور بعضے علماء نے تفسیر مقاتل سے اِس تفسیر کلبی کو اچھا کہا ہے۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان
میں جس تفسیر کو امام شافعی معتبر کہا کرتے تھے یہ لکھا ہے کہ اگرچہ تاریخ کی کتابوں کی رو سے دنیا میں تین بت پرست
بادشاہوں نے لوگوں کو آگ میں جلایا ہے۔ فارس کے ملک میں بخت نصر نے۔ شام کے ملک میں انطاموس رومی
نے۔ یمن کے ملک میں یوسف ذونواس نے لیکن مکہ کے لوگوں میں یمن کا قصہ زیادہ مشہور تھا۔ اسواسطے یہ اوسی
قصہ کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے ابتدائے اسلام میں مشرک لوگ مکہ میں اہل اسلام کو بڑی بڑی تکلیفیں دیتے تھے
اللہ تعالےٰ نے اِس قصہ کو ذکر فرما کر اہل اسلام کی یہ تسکین فرمائی کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے کچھ تم پر یہ تکلیف نئی نہیں ہے
ہر زمانہ کے پابند شریعت لوگوں کو مخالف لوگوں کے ہاتھ سے تکلیف پہونچ چکی ہے۔ لیکن اخیر کو اہلِ حق کا بول بالا
ہوا ہے زمانہ امتحان تک ذرا صبر درکار ہے۔ پھر آخر کو ہمیشہ کی عادت الٰہی کے موافق اہلِ حق کا غلبہ ہوگا۔ اللہ
سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے اخیر کو مکہ میں جو کچھ اسلام پھیلا اوسکا اثر آجتک موجود ہے۔ اِس قصہ کی روایتہ کے
بعد حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی رحمت کا حال اِس قصہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جن بت پرستوں
نے اللہ تعالےٰ کے دوستوں کو شہید کیا اللہ تعالےٰ کو ان بت پرستوں کی توبہ قبول کرنے میں کچھ دریغ نہ تھا۔
اسیواسطے فرمایا ثم لم یتوبوا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگ توبہ کرتے تو فوراً اللہ تعالےٰ اونکی توبہ قبول
کرلیتا۔ اِس توبہ کے ذکر سے اون علماء کے مذہب کی تائید ہوتی ہے جو قاتل کی توبہ قبول ہونے کے
قائل ہیں +

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ
جو لوگ یقین لائے اور کیں اُنہوں نے بھلائیاں اُن کو باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ

بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے بیشک وہی پیدا کرے پہلے مرتبہ اور دوسری اور وہی بخشتا اور محبت کرتا مالک تخت کا

الْمَجِيدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ۝ بَلِ الَّذِينَ

بڑی شان والا کر ڈالتا جو چاہے کچھ پہنچی تجھکو بات ان لشکروں کی فرعون اور ثمود کی کوئی نہیں

كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝

بلکہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ نے انکے گرد سے گھیرا ہے کوئی نہیں یہ قرآن ہے بڑی شان کا تختی میں جسکی نگہبانی ہے

اوپر اون اہل ایمان کا ذکر تھا جو دنیا میں ایک ظالم بادشاہ کے ظلم سے آگ میں ڈال کر جلائے گئے تھے ان آیتوں میں اہل جنت کا ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ نیک لوگوں کو اگر دنیا میں کچھ تکلیف ہوتی ہے تو وہ چند روزہ ہے پھر اوس تکلیف پر صبر کے اجر میں عقبےٰ اون کے لیے بڑی راحت کی جگہ ہے۔ مکہ کے مشرک لوگ مکہ کے اہل ایمان کو ہجرت سے پہلے بہت ستاتے تھے۔ اسواسطے اون اہل ایمان کی تسکین کے لئے فرمایا کہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے، وقت مقررہ کی دیر ہے پھر اگر مکہ کے یہ سرکش مشرک باز نہ آئے تو انمیں سے وقت مقررہ تک جو زندہ رہے گا وہ دنیا میں بھی اپنی کرتوت کا خمیازہ بھگت لیویگا۔ اور جو لوگ وقت مقررہ سے پہلے دنیا سے اوٹھہ گئے تو جس اللہ نے ان سب کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے۔ وہ وقت مقررہ پر دوبارہ ان سب کو پیدا کرکے انکو انکے کرتوت کا پورا مزہ چکھا دیوے گا۔ کیونکہ وہ جو چاہے سو کرسکتا ہے اوسکے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ جو فرمایا تھا کہ اللہ کی پکڑ سخت ہے اوسکے دل میں جم جانے کے لیے ثمود و فرعون کے دو قصے جو عرب میں زیادہ مشہور ہیں وہ اہل مکہ کو یاد دلائے تاکہ ان قصوں سے وہ عبرت پکڑیں اور فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے کلام کو جو جھٹلاتے ہیں تو یہ یاد رکھیں کہ اللہ کی قدرت انکو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے وہ جب چاہے انکو پکڑ سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ انکا کلام الٰہی کو جھٹلانا اگر اس خیال سے ہے کہ وہ کلام الٰہی نہیں ہے تو یہ خیال انکا غلط ہے بلاشک یہ اللہ کا کلام ہے جسکو اس نے لوح محفوظ سے اپنے رسول پر اتارا ہے اور اسکی دلیل ان لوگوں کو پہلی ہی سمجھا دی گئی ہے کہ اگر تم لوگ اسکے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شبہ رکھتے ہو تو تم بھی کوئی ٹکڑا اس جیسا بنالو۔ جب یہ بات ان لوگوں سے نہیں ہوسکتی تو پھر اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک و شبہ کا کوئی موقع باقی نہیں رہا۔

سورۃ الطارق مکیۃ وھی یہ سورۃ	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	سبع عشرۃ آیۃ مکی ہے

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا

قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں آنیوالے کی اور تو کیا سمجھا کون ہے اندھیرے میں آنیوالا وہ تارا چمکتا کوئی جی نہیں جسپر نہیں

منزل ۷
ع ۱ / ۱۰

عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ

ایک نگہبان — اب دیکھہ لے آدمی کا ہے سے بنا — بنا ایک اُچھلتے پانی سے — جو نکلتا ہے

الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۝ فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۝

پیٹہ اور چھاتی کے بیچ سے — بیشک وہ اسکو پھیر لا سکتا ہے — جسدن جانچے جاویں بہید — تو کچھہ نہوگا اُسکو زور — نہ کوئی مدد کرنیوالا

طارق رات کی آنیوالی چیز کو کہتے ہیں صبح کا تارا اور تاروں کیطرح شام سے نہیں نکلتا۔ بلکہ رات کا بڑا حصہ گذر جانے کے بعد نکلتا ہے اسواسطے اوسکو بہی طارق کہتے ہیں ثاقب چمک دار چیز کو کہتے ہیں یہہ تارا خوب روشن اور چمک دار ہوتا ہے اسلیئے اسکو ثاقب فرمایا۔ اِس قسم کے بعد یہہ بات فرمائی کہ ہر جاندار کے لئے اللہ کی طرف سے محافظ اور نگہبان مقرر ہیں سورہ رعد میں صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی یہ حدیث گذر چکی ہے کہ حفاظت اور نیکی بدی لکہنے کے لئے رات اور دن کے الگ الگ فرشتے ہر انسان پر خدا کی طرف سے مقرر ہیں صبح کے نماز کے وقت دن کو تعینات رہنے والے فرشتے اور عصر کے وقت رات کو تعینات رہنے والے فرشتے چوکی بدلوا دیتے ہیں اور ہر وقت انسان کے تمام جسم کی ہر طرح کی آفت سے اوسوقت تک آدمی کی حفاظت کرتے ہیں جب تک تقدیری کوئی آفت پیش نہ آوے زیادہ تفصیل اسکی اوس سورہ کی تفسیر میں ہے۔ اہل مکہ میں ایک شخص بڑا شہ زور ابوالاسد تہا اونٹ کی کہال پر جب وہ کہڑا ہوجاتا تہا تو دس دس آدمی اوس کہال کو پکڑ کر کہینچتے تہے یہاں تک کہ وہ کہال پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتی تہی۔ مگر وہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا تہا سورہ مدثر میں جب یہ آیتہ نازل ہوئی کہ دوزخ پر اونیس فرشتے تعینات ہیں جنکو دوزخ کا خازن کہتے ہیں تو ابوالاسد نے یہ کہا تہا کہ انمیں سے دس کو میں اکیلا کافی ہوں اُسپر اللہ تعالےٰ نے انسان کی پیدائش کی آیتہ نازل فرماکر فرمایا کہ انسان کی کیا حقیقت ہے جو اللہ کے فرشتوں سے مقابلہ کرے گا۔ ایک بوند پانی سے انسان پیدا ہوا اور پہر جب زور کہلایا تو ہر وقت اللہ کے فرشتے ہر طرح کی آفت سے اوسکی نگہبانی میں لگے رہتے ہیں اسپر اُسکی یہہ جرأت کہ اللہ کے فرشتوں سے مقابلہ کا دعوا کرتا ہے۔ ترائب عورت کی چہاتیوں کے بیچ میں جو جگہ ہوتی ہے اوسکو کہتے ہیں انه علىٰ رجعه لقادر کی تفسیر علمائے مفسرین نے دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ جن اعضا سے اللہ تعالےٰ نے منی کو نکالا ہے پہر اون اعضا میں ہی منی کو پہیر دینا اسکی قدرت سے باہر نہیں ہے بلکہ وہ اِس بات پر قادر ہے کہ چاہے تو اوسکو پہر اُن اعضا میں پہیر دیوے اور دوسری تفسیر یہہ ہے کہ جس اللہ تعالےٰ نے پہلی دفعہ انسان کو پانی جیسی پتلی چیز سے دنیا میں سب کی آنکہوں کے سامنے پیدا کیا ہے حشر کے دن مٹی سے اوس انسان کا پیدا کرنا بہی اُسکی قدرت میں ہے منکرین حشر کی عقل ناقص ہے ورنہ عقل کا یہ کام نہیں ہے کہ پانی جیسی پتلی چیز سے انسان کے پتلے کے بنجانے کو دیکہہ کر مٹی جیسی چیز سے اوس پتلے کے بنجانے کا انکار کرے۔ پہلی تفسیر اگرچہ مجاہد کی ہے اور اوپر گذر چکا ہے کہ مجاہد کی تفسیر کے مقابلہ میں سلف میں سے دوسرے تابعین کا قول کم لیا جاتا ہے لیکن قرآن شریف کے آگے کی آیتہ میں قیامت کا ذکر تہا۔ اور

اُس ذکر سے دوسری تفسیر کو زیادہ مناسبت تھی اس مناسبت کے سبب سے ابوجعفر ابن جریر اور اور مفسروں نے دوسری تفسیر کو ہی قرار دیا ہے
یہہ دوسری تفسیر ضحاک کے قول کیموافق ہے اگرچہ ضحاک بن مزاحم کے حضرت عبداللہ بن عباس سے ملاقات کئے ہونے اور اون سے
تفسیر قرآن کے سیکھنے میں علماء کو کلام ہے مگر سعید بن جبیر سے ضحاک کی تفسیر کے حاصل کرنے میں کسی کو کلام نہیں اسیواسطے
امام احمد بن معین اور ابوزرعہ وغیرہ نے ضحاک کو ثقہ اور فن تفسیر میں بڑا معتبر قرار دیا ہے ✤

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝
قسم ہے آسمان چکر مارنیوالے کی اور زمین دراڑ کھانیوالے کی یہ بات دو ٹوک ہے اور نہیں یہ بات ہنسی کی
اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝
البتہ وہ لگے ہیں ایک داؤ کرنے میں اور میں لگا ہوں ایک داؤ کرنے میں سو ڈھیل دے منکروں کو ڈھیل دے انکو تھوڑے دن

ع ۱

امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ رجع سے مراد بارش ہے چنانچہ حاکم کی روایتہ میں صحیح سند سے یہہ قول
حضرت عبداللہ بن عباس کا ثابت ہوا ہے اسیواسطے امام بخاری نے صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس
کے شاگرد مجاہد کی روایتہ سے اِس قول کو لیا ہے ترجمہ میں چکر مارنے والا آسمان جو ترجمہ کیا گیا ہے سلف میں سے یہہ قول
عبدالرحمن بن زید بن اسلم تبع تابعی کا ہے اِن عبدالرحمن نے تفسیر کی روایات اپنے باپ زید بن اسلم کوفی سے لی ہیں۔ یہہ
زید بن اسلم مشہور مفسر اہل مدینہ میں سے ہیں لیکن عبدالرحمن کو بعضے علماء نے ضعیف کہا ہے۔ غرض یہہ قول پہلے قول کے
مرتبہ کا نہیں ہے اسیواسطے اکثر تفسیروں اور فارسی اور اُردو لفظی ترجمہ میں اِس قول کو نہیں لیا گیا پہلے قول کو لیا گیا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کیموافق صدع کی تفسیر زمین کا وہ شق ہونا ہے جو روئیدگی کے وقت ہوتا ہے۔

منزل ۷

علم ہیئت کی کتابوں میں اگرچہ زمین کو گول لکھا ہے لیکن شریعت کی کتابوں میں زمین کا چوکھونٹی ثابت ہوتی ہے
بعضے علماء نے لکھا ہے کہ بہت بڑے دائرہ میں مرکز سے محیط تک جو میدان ہوتا ہے اوسمیں گولائی باقی نہیں رہتی۔
اسیواسطے اہل ہیئت کا ساتوں اقلیم کی مد نظر تک کی زمین کو گول کہنا صحیح نہیں ہے۔ اوپر کی قسم کے بعد فرمایا کہ یہ قرآن
دنیا میں نیک رستہ بتلانے اور بدی سے روکنے اور عقبیٰ میں جزا و سزا کی خبر سنانے کا ایک فیصلہ قطعی ہے۔ عرب کے اشعار یا قصے
کہانیوں کی طرح اِسمیں کوئی بات ہنسی دل لگی کی نہیں ہے اسپر یہہ لوگ اگر قرآن کو جھٹلاویں تو تھوڑے دنوں تک اُن سے
درگذر کیجاوے کوئی مکر و فریب تو اِن لوگوں کو قرآن سے روکنے میں اللہ کی تدبیر کے آگے نہیں چلسکتا۔ بلکہ تھوڑے
دنوں کے بعد اللہ کی تدبیر کا نتیجہ سب کی آنکھوں کے سامنے آجاویگا۔ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیات میں ہی کچھ قرآن کے مخالف لوگ ذلت اور خواری سے ہلاک ہو گئے اور اکثر قرآن کے
حامی بن گئے ✤

سُورَةُ الْأَعْلَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ۝ وَالَّذِي أَخْرَجَ

پاکی بول اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا اور جس نے ٹھیرایا پھر راہ دی اور جس نے نکالا

الْمَرْعَىٰ ۝ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَىٰ ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ ۝ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ يَعْلَمُ

چارا پھر کر ڈالا اسکو کوڑا کالا ہم پڑھاویں گے تجکو پھر تو نہ بھولے گا مگر جو چاہے اللہ وہ جانتا ہے

الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَىٰ ۝ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ ۝ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝ سَيَذَّكَّرُ مَن

پکارا اور جو چھپا اور سہج سہج پہنچاویں گے ہم تجکو آسانی تک سو تو سمجھا دے اگر کام کرے سمجھانا سمجھ جاویگا جسکو

يَخْشَىٰ ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۝ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝

ڈر ہوگا اور سرکا رہیگا اس سے بڑا بدبخت وہ جو بیٹھیگا بڑی آگ میں پھر نہ مرے گا اسمیں نہ جیوے گا۔

ہجرت سے پہلے بلکہ فتح مکہ تک جو کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور احکام میں شرک کا رواج تھا وہ تو سب کو معلوم ہے اسلیے اس مکی سورۃ کے اول میں فرمایا کہ اہل مکہ کی شرک کی باتوں سے اے نبی اللہ کے تم اور تمہارے ساتھی اللہ کی توحید ہر دم ورد زبان رکھو تاکہ ان مشرک اہل مکہ کے کان بھی ذرا توحید کی آواز سے آشنا ہو جائیں اسیواسطے اکثر صحابہ جب اس آیۃ کو پڑھا کرتے تھے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرتے تھے خلق فسوا کا یہ مطلب ہے کہ انسان حیوان سب کو مناسب اعضا مناسب حالت میں پیدا کیا۔ والذی قدر فھدی کی تفسیر کے طور پر مسند امام احمد صحیح مسلم وغیرہ میں جو صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اوس سب کو دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اندازہ کے طور پر معلوم کر لیا ہے اب جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے آخر کو اسی راہ سے جا لگتا ہے جو راہ اندازہ کے طور پر علم ازلی میں قرار پا چکی ہے لیکن جسطرح جس بیمار کی موت اور تندرستی تقدیر الٰہی میں ٹھہر چکی ہے اور پھر شریعت میں ہر بیماری کے علاج کرنے کا بھی حکم ہے اور جس بیمار کا علاج تقدیر الٰہی کے موافق پڑتا ہے وہ بیمار علاج سے تندرست بھی ہو جاتا ہے اسیطرح شریعت میں ہر آدمی کو نیک کام کرنے کا حکم ہے جو شخص علم ازلی میں نیک ٹھہر چکا ہے وہ نیک حالت میں دنیا سے اوٹھتا ہے اور جو شخص علم ازلی میں بد قرار پا چکا ہے جیسے مرنے والے بیمار کو کوئی علاج مفید نہیں پڑتا اور آخر کو وہ بیمار مرجاتا ہے اسیطرح اس بد شخص کو ابتدائے عمر سے یا آخیر عمر میں نصیحت شرعی مفید نہیں پڑتی اور عمر بھر یا آخری عمر میں ایسے بدکام کرکے وہ بد شخص دنیا سے اوٹھ جاتا ہے جس سے اوسکی عقبیٰ خراب ہو جاتی ہے بہت سی صحیح حدیثوں میں یہ مطلب تفصیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ اوس اندازہ کے موافق کسی فعل کے کرنے پر اللہ نے انسان کو مجبور نہیں کیا ہے لیکن وہ عداء غیب ان کا کیا ہوا اندازہ ہے اسواسطے اپنے اختیار سے انسان جو کچھ

منزل ۷

کرتا ہے وہ آخیر کو اوس اندازہ کے مطابق پڑتا ہے جو پایئں پر انسان کی طرح کچھ تکلیف شرعی نہیں ہے بلکہ وہ فقط انسان کی
ہر طرح کی ضرورت کے لیئے دنیا میں پیدا کئے گئے ہیں اون کے کھانے پینے کا انتظام دنیا میں کیا جانا اور اوس کے برتاؤ کی
سمجھ اونکو دیکر پھر اونکو دنیا میں پیدا کر دینا یہی اُن کا اندازہ تقدیری تھا اسلیئے اُن کے چارہ کا ذکر الگ فرمایا گھانس پہلے
سرسبز اور پھر خشک ہو کر سیاہی مایل اور بالکل کوڑے کے مانند ہو جانے کے تذکرہ میں یہہ اشارہ ہے کہ یہی حال دنیا کی تمام
چیزوں کا ہے کہ اوسکے ہر ایک چیز کا کمال زوال سے خالی نہیں اور جب یہ بات ہی تو دنیا فقط اسلیئے نہیں پیدا کی گئی ہے کہ
اوسکا کمال و زوال بغیر کسی نتیجہ کے ایک تماشے کے طور پر ہو بلکہ دنیا کے بعد اوسکا ایک بہت بڑا نتیجہ یہی ہے جسکا نام
قیامت ہے اوسکے یہہ لوگ منکر اور کم عقلی سے دنیا کی پیدایش کو بغیر نتیجہ کا ایک تماشا ٹھہراتے ہیں۔ طبرانی تفسیر کلبی وغیرہ
میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب وحی لاتے اور آیات قرآن کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رو برو پڑھنا شروع کرتے تو حضرت جبرئیل کی قرأت کے ختم ہونے سے پہلے آیۃ کے کچھ لفظ
بھول جانے کے خوف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادھوری آیۃ کے لفظوں کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ
پڑھتے جاتے تھے اللہ تعالےٰ نے آیہ سنقرئک فلا تنسے الا ما شاء اللہ نازل فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا کہ وحی
کے لفظوں میں سے کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھولیں گے اِس وعدہ میں یہہ جو فرمایا کہ الا ما شاء اللہ اسکا مطلب سورۃ بقر
میں گذر چکا ہے کہ قرآن شریف کی آیتوں کے منسوخ ہو جانے میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ دل سے اون آیتوں کی لفظونکی
یاد اوٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے روایۃ ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں سورۂ برأت کے برابر ایک سورۃ صحابہ پڑھا کرتے تھے اب اُسمیں کا فقط یہ ٹکڑا یاد ہے لو کان لابن آدم
وادیان من مال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملاء جوفہ الا التراب حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ وحی کے نہ بھولنے کا وعدہ اون آیتوں کے حقمیں ہی جو آیتیں منسوخ نہیں ہوئیں منسوخ آیتوں کے حقمیں یہ وعدہ
نہیں ہے جنکو الا ما شاء اللہ فرما کر اِس وعدہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ انہ یعلم الجہر وما یخفے کا مطلب یہ ہے کہ جن آیتوں کی قرأت اللہ کو
دنیا میں باقی رکھنی ہے اور جنکی قرأت باقی نہیں رکھنی ہے یہ سب حال خدا کو معلوم ہے اسلیئے اُس غیب داں نے الا ما شاء اللہ
فرما کر بعضے آیتوں کو اِس وعدہ سے الگ کر دیا ہے پھر فرمایا اے نبی اللہ کے اِس وحی کے لفظوں کو یاد رکھنا۔ اور
اُن کے موافق لوگوں کو نصیحت کا کرنا ہم تمہارے لئے ایسا آسان کر دینگے جس سے تمکو کوئی وقت باقی نہ رہے گی۔ اور
اُس نصیحت کا اثر سب لوگوں پر یکساں ہو یہ تمہارا کام نہیں۔ تمہارا کام یہی ہے کہ تم سب کو نصیحت کرتے چلے جاؤ تقدیر الٰہی
کے موافق جو لوگ راہِ راست پر آنیوالے ہیں وہ خود راہِ راست پر آجاویں گے۔ اور جنکی قسمت میں دوزخ ہے وہ اِس نصیحت
سے بھاگیں گے۔ اور آخر دوزخ میں جاویں گے۔ اور پھر دوزخ میں جلنے کے بعد اونپر یہہ مصیبت پڑے گی کہ نہ وہ وہاں
مریں گے کہ مر کر چھٹکارہ ہو جاوے نہ ایسی زیست جیویں گے جس زیست سے اونکو کچھ آرام ملے صحیح بخاری و مسلم و ترمذی

منزل ۷

وغیرہ کی ابوہریرہ کی حدیث اوپر گزرچکی ہے کہ دوزخ کی آگ کی تیزی دنیا کی آگ سے اونہتر حصے بڑہی ہوئی ہے اسواسطے دوزخ کی آگ کو بڑی آگ فرمایا۔ ثم لا یموت فیہا ولا یحییٰ۔ اون کے حق میں ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے قابل ہیں ورنہ بعضے کلمہ گو جنہوں نے نیک عمل کچھ نہیں کیئے دوزخ میں مرکر کوئلے ہوجائیں گے۔ اور سب شفاعتوں کے بعد اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے اونکی لاشیں لب بہر کر دوزخ سے نکالے گا۔ اور نہر حیات میں غوطہ دینے سے وہ لوگ پہر زندہ ہوکر جنت میں جاویں گے۔ چنانچہ ابوسعید خدری کی روایتہ سے بہت بڑی حدیث جو بخاری و مسلم میں ہے اوسمیں اسکا ذکر ہے +

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةُ
بیشک بہلا ہوا اوسکا جو سنورا اور پڑہا نام اپنے رب کا پہر نماز کوئی نہیں تم آگے رکہتے ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر
خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝
بہتر ہے اور رہنے والا یہ کچہہ لکہا ہے پہلے ورقوں میں ورق میں ابراہیم کے اور موسےٰ کے

ع ۱۴ ۱۹

حاصل یہ ہے کہ جو شخص توحید پر قائم رہا اور اللہ کی یاد دل میں رکہہ کر پانچوں وقت کی نماز اوس نے ادا کی اوس کے لئے عقبےٰ میں بلاشک بھلائی ہے۔ اللہ کی یاد دل میں رکہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی عبادت میں دنیا کا دکھاوا اور ریاکاری نہو۔ بعضے علماء نے اللہ کی یاد سے زبانی یاد لیکر وذکر اسم ربہ سے تکبیر تحریمہ کے فرض ہونے کا مطلب نکالا ہے۔ مکی آیتوں میں فقط توحید اور نماز کا ذکر اسواسطے ہے کہ روزہ حج زکوٰۃ یہ چیزیں ہجرت کے بعد مدینہ کے قیام میں فرض ہوئی ہیں۔ قد افلح من تزکے کی تفسیر بعضے مفسروں نے صدقہ فطر سے جو کی ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ یہہ آیتہ اُن آیتوں میں سے ہے جسکا نزول عمل سے پہلے ہے جیسے آیتہ وانت حل بہذا البلد کا نزول مکہ میں ہجرت سے پہلے ہوا اور اُسکے موافق مکہ میں قتل اور قید کا حلال ہونا فتح مکہ کے وقت ہوا۔ پھر فرمایا کہ عقبےٰ کی بھلائی کے کاموں میں اکثر لوگ کوتاہی اسلیئے کرتے ہیں کہ دنیا کے مشغلوں کو چھوڑ کر عقبےٰ کے کاموں میں مصروف ہونا انکو شاق گذرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ دنیا کے مشغلوں کو نہ چھوڑیں تو نہ چھوڑیں ایکدن وہ دنیا کے مشغلے خود انکو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ دنیا اور اُسکے مشغلے اونمیں کوئی باقی رہنے والی چیز نہیں۔ اور عقبےٰ کے کاموں کو یہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ مگر عقبےٰ ان کو نہیں چھوڑیگی کسلیئے کہ وہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ مسند امام احمد صحیح ابن حبان مستدرک حاکم میں ابو درداء سے روایتہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے ہر روز دو فرشتے یہ لفظ پکار کر کہا کرتے ہیں کہ اے لوگو خدا کے کاموں کی طرف متوجہ ہو۔ دنیا کی بقدر کفایت معیشت اوس مال و دولت سے بہت بہتر ہے جو عقبےٰ سے غافل کر دیوے۔ ان فرشتوں کی آواز کو سوا جن اور انسان کے اور اللہ کی سب مخلوقات روز سنا کرتی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے قد افلح من تزکے سے والآخرۃ خیر و ابقیٰ تک ایسا مضمون ہے کہ اوسکی ترغیب خدا کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام کے دس صحیفوں اور

منزل ۷

توراۃ میں بھی موجود ہے ٭

سورۃ الغاشیۃ مکیۃ وهي | بسم اللہ الرحمن الرحیم | ست وعشرون ایۃ

یہ سورۃ | شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا | مکی ہے

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ۝

کچھ پہونچی تجکو بات اُس چھپا لینے والے کی کتنے موںہہ اُسدن لوٹتے ہیں محنت کرتے تھکتے

تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۝

بیٹھیں گے دہکتی آگ میں پانی ملیگا ایک چشمے کہولتے کا نہیں اُن پاس کہانا مگر جھاڑ کا کانٹے

لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۝

نہ موٹا کرے اور نہ کام آوے بہوک میں

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کیموافق غاشیہ قیامت کا نام ہے غشا کے معنے پردے کے ہیں قیامت کی سختیاں لوگونکی عقل اور اُن کے حواس پر پردہ کی طرح چھا جاویں گی جس سے وہ بالکل بدحواس ہو جاوینگے۔ اس لئے قیامت کو غاشیہ کہا گیا۔ آدمی کے اعضا میں موںہہ ایک بڑی دکہاوے کی چیز ہے اسلئے موںہہ کا ذکر کیا جاکر سارا بدن اُس سے مراد لیا گیا ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں ہل کے معنے قد کے ہیں حاصل یہ ہے کہ اے نبی[1] قیامت کے دن نیک و بد پر جو کچھ حالت گذرے گی اوسکا حال تمکو اور تمہاری امت کو اکثر آیات قرآنی سے معلوم ہو چکا ہے۔ پھر اُس حالت کی تفصیل فرمائی جسکا حاصل یہ ہے کہ اہل دوزخ اوسدن طرح طرح سے خوار ہوں گے اور اہل جنت طرح طرح کی عزت اور راحت پاوینگے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے روایۃ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کی آگ میں دنیا کی آگ سے ستر حصے حرارت زیادہ ہوگی۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہزار برس تک دوزخ کی آگ کو دہکایا گیا تو اسکا رنگ سرخ ہوا پھر ہزار برس تک دہکایا گیا تو سفیدی مایل رنگ ہوگیا پھر ہزار برس دہکایا گیا تو بالکل سیاہ رنگ ہوگیا۔ اب اسکا رنگ خوفناک بالکل کالا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت سمرۃ بن جندب سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخی لوگ جو دوزخ کی آگ میں ڈالے جاوینگے تو اپنے اپنے عمل کے موافق کسی کے ٹخنوں تلک آگ ہوگی اور کسی کے گھٹنوں تلک اور کسی کے کمر تلک اور کسی گردن تلک دوزخ کے گرم پانی کی تفسیر ترمذی وغیرہ کی روایتوں میں ہے کہ دوزخیوں کے پلانے کے لئے جب وہ پانی اون کے موںہہ کے پاس لایا جاویگا۔ تو اوس پانی کی گرم بھاپ سے دوزخیوں کے موںہہ کی کھال اوتر جاویگی اور جب وہ

منزل

[1] یعنی ذکر موںہہ اترے ہوئے ہوں گے ۱۲

پانی پلایا جاویگا تو انتڑیاں کٹ کر گر پڑیں گی اور وہی پانی اون کے سر پر ڈالا جاویگا جس سے جسم کے اندر تک حرارت پہونچکر دل اور جگر سب نکل پڑے گا۔ پھر ہر دوزخی کو اصلی حال پر لایا جاوے گا۔ اور گھڑی گھڑی یہی عذاب کیا جاویگا اور یہہ کانٹوں دار گھانس اونکو کھلائی جاوے گی جو اون کے حلق میں پھنس جاوے گی اوسکو حلق سے اوتارنے کے لئے جب وہ پانی مانگیں گے تو یہی گرم پانی پلایا جاویگا۔ اور یہہ گھانس کچھہ پیٹ میں اوترے گی تو اوس سے پیٹ نہ بھریگا مفسرین نے لکھا ہے کہ جب یہہ آیتہ نازل ہوئی کہ دوزخیوں کی خوراک ضریع کانٹوں دار گھانس ہوگی تو مشرکین بکہ کہنے لگے ضریع تو اچھی چیز ہے اوس سے تو ہمارے اونٹ موٹے ہو جاتے ہیں اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہہ آیتہ کا ٹکڑا نازل فرمایا کہ اوس گھانس سے نہ کسی کا پیٹ بھریگا اور نہ کوئی موٹا ہوگا ✤

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ ۝ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَا تَسْمَعُ فِيهَا
کتنے مونہہ اسدن آسودہ ہیں — اپنی کمائی سے راضی — اونچے باغ میں — نہیں سنتے اُس میں

لَاغِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ ۝ وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ۝
بکنا — اُسمیں ایک چشمہ ہے بہتا — اُسمیں تخت ہیں اونچے بچھے — اور آبخورے دہرے

وَنَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ۝
اور قالیچے قطار پڑے — اور مخمل کے نہالچے کہنڈ رہے

منزل ۷

اہل دوزخ کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں اہل جنت کا ذکر فرمایا کہ وہ اپنی ایک ایک نیکی کا دس گونے سے سات سو تک اور بعضی نیکیونکا اس سے بھی زیادہ اجر پاوینگے۔ تو اپنے نیک عملوں کے نتیجہ سے خوش ہو جاوینگے۔ اوپر گذر چکا ہی کہ جنت کے درجے ہیں جیسا جسکا عمل ہوگا ویسا ہی اوسکو درجہ ملیگا لیکن دوزخ کے مقابلہ میں جنت کا ہر درجہ بلند اور عالی ہے اسلئے فی جنۃ عالیۃ فرمایا۔ سورۂ بقر میں آیتہ اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا گذر چکی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ اہل دوزخ آپسمیں لغو باتیں اور ایک دوسرے کو لعن طعن کریں گے اسواسطے فرمایا اہل جنت نہ کوئی لغو بات کہیں گے۔ اور نہ کوئی ایسی لغو بات کسی دوسرے سے سنیں گے۔ پھر فرمایا وہاں طرح طرح کی نہریں جاری ہونگی اُن نہروں کے کناروں پر آبخورے رکھے ہونگے نرم نرم تخت بچھے ہونگے۔ اون تختوں پر اور جا بجا طرح طرح کے بچھونے اور تکیے ہونگے جہاں جو کوئی چاہے بیٹھے لیٹے۔ ترجمہ میں یہ جو ہے کہ مخمل کے نہالچے کہنڈ رہے اسکا مطلب یہ ہے کہ مخمل کے نہالچے جا بجا بچھے ہوئے ہوں گے۔ غرض اوپر گذر چکا ہے کہ جنت کی نعمتیں وہ ہیں کہ نہ کسی بادشاہ وامیر نے آنکھوں سے دیکھیں نہ کانوں سے سنی نہ کسی کے دل میں اونکا تصور گذر سکتا ہے اللہ تعالےٰ اپنے فضل کرم سے جب وہ نعمتیں نصیب کریگا۔ اوسیوقت اون نعمتوں کی تفصیل معلوم ہوگی اب دنیا کی کسی زبان یا

قلم میں وہ طاقت کہاں کہ اُن نعمتوں کی تفصیل بیان کر سکے +

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ
بھلا کیا نہیں نگاہ کرتے اونٹوں پر کیسے بنائے ہیں اور آسمان کیسا بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر

كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَّسْتَ عَلَيْهِم
کیسے کھڑے کئے ہیں اور زمین پر کیسی صاف بچھائی ہے سو تو سمجھا تیرا کام یہی ہے سمجھانا تو نہیں اُن پر

بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝ إِنَّ إِلَيْنَا
داروغہ مگر جسنے مونہہ موڑا اور منکر ہوا تو عذاب کریگا اُسکو اللہ بڑا عذاب بیشک ہم پاس ہے

إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ۝
پھر آنا پھر بیشک ہمارا ذمہ ہے اُنسے حساب لینا

تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں قتادہ سے روایۃ ہے کہ اوپر کی آیتوں میں جب اللہ تعالےٰ نے جنت کی نعمتوں کا ذکر فرمایا تو مشرکین مکہ کو وہ نعمتیں اور جنت کی چیزیں خلاف عقل معلوم ہوئیں اور جنت کی چیزوں کا تعجب کے طور پر وہ لوگ آپسمیں ذکر کرنے لگے۔ اوسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ ان کی آنکھوں کے سامنے جس اللہ نے خلاف عقل اور جانوروں کی عادت کے خلاف اونٹ کو سطرح کی عادت کا جانور پیدا کیا کہ کانٹے کھا کر اپنی گذر کرتا ہے اور منزلوں بوجھ لیجاتا ہے اور عرب کا ملک جسطرح کا خشک تھا اور اس ملک میں پانی کی کمی تھی اوسی عادت کا یہ جانور ہے کہ دس دس دن تک اسکو پانی کی خواہش نہیں ہوتی۔ غریب ایسا کہ ایک بچہ بھی نکیل پکڑ لیوے تو جہاں چاہے لیجاوے کسی جانور کی یہ عادت نہیں کہ اوسکو بٹھلا کر اوسکی پیٹھ پر بوجھ لادا جاوے اور پھر بوجھ پیٹھ پر لیکر وہ جانور کھڑا ہو جاوے برخلاف اور جانوروں کے یہ اونٹ کی ہی عادت ہے کہ اسکو بٹھلا کر اوسکی پیٹھ پر بوجھ لادا جاتا ہے اور پھر وہ اسی بوجھ کو پیٹھ پر لیکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسیطرح جس اللہ تعالےٰ نے خلاف عقل آسمان کو بغیر ستون کے سطرح قائم کر دیا اور زمین کو پانی پر بچھا دیا اور زمین میں پہاڑوں کی کیلیں ٹھونک دیں اسطرح کے ہزارہا کروڑہا عجائبات قدرت الٰہی کو یہ لوگ نظر غور سے دیکھیں گے تو اون کو ہرگز تعجب باقی نہ رہیگا۔ کہ دوزخ یا جنت میں کسی خلاف عقل چیز کو پیدا کرنا اللہ کی قدرت سے باہر ہے دنیا میں انسان کی چند روزہ زیست اللہ تعالےٰ نے مقرر کی ہے اور پھر اس چند روزہ زیست کے لئے یہ کچھ عجائبات پیدا کئے ہیں جہاں انسان کا ہمیشہ کا رہنا خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہے وہاں جسقدر عجائبات ہوں کچھ عقل سے دور نہیں ہیں غرض جو چیز عقل میں نہ آوے اوسکو قدرت الٰہی کے باہر جاننا کسی عقلمند کا کام نہیں ہے خود اللہ تعالےٰ نے

عقل کو پیدا کیا ہے۔ پھر عقل میں یہ جرأت کیونکر ہوسکتی ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کی قدرت کا انکار کرسکے غرض
اسی عقلی غلطی کے سبب سے یہ لوگ حشر کا انکار کرتے ہیں اون لوگوں کی یہ غلطی بھی عجائبات قدرة پر غور کرنے سے
رفع دفع ہوسکتی ہے مسند امام احمد صحیح مسلم ترمذی نسائی مستدرک حاکم میں حضرت جابر سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انما انت مذکر سے آخیر سورة تک اس سورة کی آیتیں پڑہیں اور فرمایا کہ مجھکو مشرک
لوگوں سے لڑنے کا اوسوقت تک اللہ تعالی کا حکم ہے جبتک مشرک لوگ کلمہ گو بنجاویں جب وہ کلمہ گو بن گئے تو جہاد تو ختم
ہوگیا لیکن اون کے دل کا حال اور انکا حساب و کتاب اللہ تعالے کو معلوم ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
جو ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو کلام الٰہی سنا کر اپنا حق ادا کردو بس تمہارا اتنا ہی کام ہے تم اون لوگوں پر داروغہ نہیں
ہو کہ کسی پر زور زبردستی کرو۔ اسکا حکم جہاد کے حکم کے نازل ہونے تک محدود تھا۔ اوپر سطرح کی در گذر کی آیتوں کے
حکم کی تفصیل گذر چکی ہے +

وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً مکی ہے	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ یہ سورة

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ
قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور اوس رات کی جب رات گزر چلی ہے ان چیزوں کی پوری

قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۭ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ
عقلمندوں کے واسطے تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد سے وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے جو بنے نہیں

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ
سارے شہروں میں مانند انکی اور ثمود سے جنہوں نے تراشے پتھر وادی میں اور فرعون سے وہ میخوں والا

الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ
یہ سب جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں پر پھر بہت ڈالی اون میں خرابی پھر پھینکا اونپر تیرے رب نے کوڑا

عَذَابٍ ۚ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۭ
عذاب کا تیرا رب لگا ہے گہات میں

منزل ۷

دس راتوں اور طاق اور جفت کی تفسیر اگرچہ سلف نے طرح طرح سے کی ہے لیکن امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن
عباس اور ابن زبیر اور مجاہد اور اکثر سلف کا قول یہی ہے کہ دس راتوں سے مراد ماہ ذی الحجہ کی اول کی دس راتیں ہیں
یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مسند امام احمد نسائی مستدرک حاکم بیہقی وغیرہ میں حضرت جابر کی مرفوع روایتہ

۱ اس سے مطلب رات کا کچھ حصہ کا گزر جانا ہے ۲

میں یہی تفسیر اچھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دس راتوں سے مراد شروع ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں حاکم نے اِس روایۃ کو صحیح قرار دیا ہے اور طاق اور جفت کی تفسیر میں یہہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ طاق اور جفت سے مراد طاق اور جفت نمازیں ہیں جیسے مغرب اور عشاء کیونکہ مسند امام احمد ترمذی ابو داؤد۔ اور مستدرک حاکم وغیرہ میں مرفوع اور موقوف روایتوں میں یہی تفسیر آئی ہے بعضے مفسروں نے یہہ جو اعتراض کیا ہے کہ اِس روایۃ کی سند میں ایک راوی مبہم ہے اُسکا جواب حافظ ابن کثیر نے دیدیا ہے کہ وہ راوی عمران بن عصام ضبعی ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر کی سند میں اسکی صراحت کر دی ہے اور اِس عمران بن عصام کو ابن حبان نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور قتادہ نے اِن عمران کو اپنا اُستاد قرار دیا ہے۔ بعضے مفسروں نے اِس سورۃ کی تفسیر میں شہر ارم کا جو قصہ لکھا اور یہہ بھی لکھا ہے کہ معاویہ کے زمانہ میں عبداللہ بن قلابہ ایک شخص نے اوس شہر کو جا کر دیکھا ہے اِس قصہ کی سند صحیح نہیں ہے اور معتبر مفسرین نے اِس قصہ کو نامعتبر ٹھہرایا ہے صحیح تفسیر یہی ہے کہ عاد بن ارم عاد اولے حضرت ہود کی امت کا نام ہے۔ غرض ارم قبیلہ کا نام ہے کسی شہر کا نام نہیں ہے عاد اولے اسی قبیلہ ارم کو کہتے ہیں اور عاد ثانی ثمود کو اور یہہ دونو ارم کی طرف نسبت کئے جاتے ہیں۔ واللیل اذا یسر کا یہہ مطلب ہے کہ جب کچھہ رات آجاوے۔ حجر کے معنے عقل کے ہیں۔ ذات العماد سے مراد دراز قد ہے کیونکہ اون میں ہر شخص بارہ گز کے قد کا ہوتا تھا۔ ابی بن کعب کی قرأت میں لم یخلق مثلھم فی البلاد ہے اسکے موافق لم یخلق مثلھا فی البلاد کے معنے یہہ ہیں کہ قبیلہ ارم کے مانند کوئی قبیلہ قوت اور زور میں پیدا نہیں ہوا۔ یا عماد کے معنے اون ستون اور مناروں کے ہیں جو یہہ لوگ بلند مقاموں پر اپنے نام کے لیئے بناتے تھے اِس صورت میں لم یخلق مثلھا فی البلاد کے معنے یہہ ہونگے۔ کہ اِس قبیلہ جیسے مضبوط ستون اور منارے کسی شہر میں کسی قوم نے نہیں بنائے۔ ثمود حضرت صالح کی قوم کا نام ہے یہہ لوگ سنگتراشی کے بڑے ماہر تھے پتھروں کو تراش تراش کے اُنہوں نے بہت سی عمارتیں بنائیں۔ وادی سے مراد وادی القرے ہے جو ملک شام کی طرف ہے۔ فرعون بڑا صاحب لشکر تھا خیموں کی میخیں کثرت سے اوسکے لشکر کے ساتھہ رہتی تھیں اسلئے اوسکو میخوں والا فرمایا۔ سخت آندھی سے عاد اور سخت آواز سے ثمود کو اللہ تعالے نے غارت کیا اور فرعون مع اپنے لشکر کے ڈوب کر مرا ان عذابوں کو کوڑا اسلئے فرمایا کہ گویا بنسبت عذاب آخرت کے یہہ عذاب ایسے ہیں کہ جسطرح کسیکو چند کوڑے مار دے اوپر کی قسموں کے بعد جو کچھہ فرمایا اوسکا حاصل مطلب یہہ ہے کہ ہر ایک کا عمل اللہ کی نگاہ میں ہے جسطرح اِن پچھلی قوموں کی سرکشی اُن کے آگے آئے قریش اگر اپنی کرتوتوں سے باز نہ آئے تو ایکدن یہی نتیجہ اون کے آگے آنے والا ہے اور قریش کے صاحب عقل لوگوں کے لئے یہہ فہمایش ایسی یقینی ہونی چاہیے کہ اُس سے بڑھ کر کوئی یقینی بات ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اللہ نے اِس مطلب کو قسم کھا کر فرمایا ہے اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے بدر کی لڑائی سے لیکر فتح مکہ تک قریش کے نافرمان لوگوں کے سامنے جو آیا وہ ظاہر ہے ✤

منزل ۷

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا

سو آدمی جو ہے جب جانچے اوسکو رب اوسکا پہر اوسکو عزت دی اور اوسکو نعمت دی تو کہے میرے رب نے مجکو عزت دی اور وہ

مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ

جسوقت اوسکو جانچے پہر کہینچ کرے اوسپر روزی کی تو کہے رب نے مجکو ذلیل کیا کوئی نہیں پر تم عزت نہیں کرتے یتیم کی

وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ

اور تاکید نہیں رکہتے آپسمیں محتاج کی کہانے کی اور کہاتے ہو مردے کا مال سمیٹ کر سارا اور پیار کرتے ہو مال کو

حُبًّا جَمًّا ۝ؕ

جی بہر کر

اوپر کی آیتوں میں قریش کی طرح طرح سرکشی کے سبب سے عاد و ثمود فرعون کی ہلاکت کا قصہ اون کے راہ راست پر آنے کے لئے ذکر فرمایا تھا۔ ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو قیامت کا انکار ہے اسلئے عقبے کی بھلائی برائی کو تو یہ لوگ سمجھتے ہی نہیں فقط دنیا کی زیست پر ان کے سب کاموں کا مدار ہے جسکے سبب سے انکا یہہ خیال ہے کہ دنیا میں جو کوئی آسودہ حال ہے اوسپر خدا مہربان ہے اور اوسکی عزت خدا کو منظور ہے اور جو کوئی دنیا میں تنگ حال ہے اوس سے خدا ناخوش ہے اور اوسکی ذلت خدا کو منظور ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بات یوں نہیں جیسے انکا خیال ہے۔ اسلئے یہ آ فرمایا کہ ابھی فرعون کا قصہ جو انکو سنایا۔ مثلاً اوسمیں فرعون کی آسودہ حالی کو اور اوسپر جو عتاب الٰہی ہوا اوسکو یہہ لوگ یاد کریں تو انکو معلوم ہو جاویگا کہ دنیا کی آسودہ حالی خدا کے نزدیک کچھ ایسی قدر کی چیز نہیں ہے کہ جسپر وہ مہربان ہو اوسیکو آسودہ حالی دیوے۔ بلکہ آسودہ حالی اور تنگ حالی یہہ خدا کی ایک مصلحت ہے جسکا حال اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ اوپر گذر چکا ہے کہ قریش میں یہ بہی ایک دستور تھا کہ وہ مردے کے مال میں سے یتیم نو عمر لڑکوں اور عورتوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے۔ اسیواسطے آسودہ حالی اور تنگ حالی کے تذکرہ میں یہ بہی قریش کی مذمت فرمائی۔ کہ یہہ لوگ دنیا کی آسودہ حالی کو ایسا عزیز جانتے ہیں کہ یتیموں کا حق مار کر مردہ کا سب مال دبا رکہنے کا دستور اور محتاج کو ایک ٹکڑا روٹی کا نہ دینے کا دستور اونہوں نے نکال رکھا ہے۔ غرض قریش کے اوس غلط خیال کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی آسودہ حالی تو کچھ خدا کی مہربانی کا سبب نہیں بلکہ دنیا کے آسودہ حال لوگوں کا اسطرح کا برتاؤ جیسا کہ تم لوگوں کا ہے۔ اور اولٹا خدا کی خفگی کا سبب ہے ✤

منزل ۷

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۢ

کوئی نہیں جب پست کرے زمین کو کوٹ کوٹ کر اور آوے تیرا رب اور فرشتے آویں قطار قطار اور لائے اوسدن

بِجَهَنَّمَ ۵ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِیْ قَدَّمْتُ
دوزخ کو اُسدن سوچے آدمی اور کہاں ملے اُسکو سوچنا کہے کسیطرح میں کچھ آگے

لِحَيَاتِیْ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ ۝ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ ۝ يٰاَيَّتُهَا
بہیجتا اپنے جیتے پہر اُسدن مار نہ دے اُس کی سی مار کوئی اور باندہ نہ لے اُسکاسا باندہنا کوئی اے جی

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝
چین پکڑے پہر چل اپنے رب کیطرف تو اُس سے راضی وہ تجھسے راضی پہر مل میرے بندوں میں

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝
اور بیٹھ میرے بہشت میں

ربع ١٤

قیامت کے انکار کے سبب سے قریش طرح طرح کی نافرمانی جو کرتے تہے اوس کے انجام سے ڈرانے کے لئے اوپر کی آیتوں میں اُنکو عاد ثمود اور فرعون کی ہلاکت اور تباہی کا قصہ سنایا گیا تہا اوس کے بعد ان آیتوں میں قیامت کا ذکر فرمایا کہ نافرمان لوگوں کو [illegible] جاوے تو اوسکو یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ بچ گیا۔ کیونکہ اصل سزا [illegible]

[illegible]

جس سے کل زمین سپاٹ ہو جاوے گی اور اس [illegible]
کے لئے فرشتوں کے زمین پر اوترنے کا ذکر اوپر گذر چکا ہے اِن آیتوں میں اللہ تعالے کے زمین پر نزول فرمانے کا [illegible] کا اور صحاح کی حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کا مضمون ایک ہی ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ اوس حدیث سے [illegible] اُکو اللہ تعالے کا اول آسمان پر نزول فرمانا اور حاجتمندوں کی دعا اور گنہگاروں کی توبہ قبول [illegible] اس لوگوں کے حساب و کتاب کے لئے میدان محشر میں اللہ تعالے کا نزول فرمانا ثابت ہوتا ہے [illegible] ن محشر کی گرمی اور پسینے سے گہراویں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسے علیہ السلام [illegible] کتاب کی جلدی شروع ہو جانیکی شفاعت بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی خواہش اِن انبیاء [illegible] اِس شفاعت سے انکار کرینگے۔ آخر خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اِس شفاعت کا اقرار اہل محشر سے کرینگے اور اپنے اوس اقرار کے موافق بارگاہ الٰہی میں شفاعت بھی فرما دینگے۔ آپکی شفاعت قبول ہو کر اوسوقت خلائق کے حساب و کتاب کے [illegible] اللہ تعالے کا میدان محشر کا یہ نزول ظہور میں آوے گا۔ جسکا یہاں اور سورہ بقرہ میں اور آیتوں اور حدیثوں اور آثار صحابہ میں تفصیل سے ذکر آیا ہے اور سورہ آل عمران میں آیات متشابہات کی بحث جو

گذری ہے اوسمیں یہ بیان ہوچکاہے کہ سلف کا مذہب اسطرح آیتوں اور حدیثوں کے باب میں یہی ہے کہ بغیر تشبیہ کے اونکے معنوں پر مسلمان آدمی کو ایمان لانا اور ان معنے کی کیفیت کو اللہ تعالےٰ کے علم پر سونپنا چاہئے۔ اور اسطرح کی آیتوں اور حدیثوں کے معنے میں تاویل کرنے کو ایک امر خلاف سلف خیال کرنا چاہئے۔ میدان محشر میں دوزخ کے لائے جانیکا ذکر اوپر گذر چکاہے اور یہ بہی گذر چکاہے کہ اوسوقت انسان اپنے کئے پر پچہتاویگا۔ لیکن اوسوقت کا پچہتانا اوسکو کچہہ فائدہ نہ دیوے گا اوسوقت تو اسیقدر فیصلہ ہوجاویگا کہ جو لوگ عقبےٰ کی باتوں پر یقین اور اطمینان رکہتے تہے جس یقین اور اطمینان کے سبب سے اونہوں نے جہانتک ہوسکا اپنی عقبےٰ سنواری۔ اونکو جنت اور جو اون کے برخلاف تہے اونکو دوزخ کا حکم ہوجاویگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور اور سلف نے نفس مطمئنہ کی تفسیر میں لکہا ہے کہ جس شخص کے دل میں ایمان اور آخرت کی باتیں منافقوں کی طرح اوپری نہوں بلکہ خوب جمی ہوئی ہوں اور آخرت کی ہر ایک بات پر اسکو پورا یقین تہا ایسے ہی نفس کو مطمئنہ کہتے ہیں طبرانی وغیرہ میں سعید بن جبیر اور عکرمہ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس کا طائف میں انتقال ہوا اور لوگ اون کو دفن کرنے کیلئے گئے تو ایک نئی صورت کا جانور آنکر حضرت عبداللہ بن عباس کی لاش میں سماگیا۔ اور جب اونکی لاش پر لوگ مٹی ڈالنے لگے تو قبر کے اندر سے اس آیتہ کے پڑہنے کی آواز آئی اوپر گذر چکاہے کہ اچہے لوگوں کو قبض روح اور دفن اور قبر سے اوٹہنے کے وقت اور قیامت کے دن فرشتے نجات کی خوشخبری دیوینگے اس لیئے یہ خوشخبری کا فرشتہ تہا جو جانور کی صورت میں لوگونکو نظر آیا۔

منزل ۷

وَهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً اور اسکی بیس آیتیں ہیں	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ یہ سورۃ مکی ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ
قسم کہاتا ہوں میں اس شہر کی — اور تجکو قید نہ رہے گی اس شہر میں — اور جنتے کی اور جو جنا

الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝ ... لُبَدًا
آدمی کو محنت میں — کیا خیال رکہتا ہے وہ کہ اسپر بس نہ چلے گا کسیکا

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝
کیا خیال رکہتا ہے کہ دیکہا نہیں کسینے — بہلا ہمنے نہیں دیں اسکو دو آنکہیں — اور

هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝
سوجہا دیں اوسکو دو گہاٹیاں

شروع سورۃ میں جس بات پر اللہ تعالیٰ نے قسم کہائی ہے وہ یہی بات ہے جو ان آیتوں میں

مطلب یہ ہے کہ مکہ میں یہ جو قید ہے کہ وہاں لڑائی منع ہے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اے نبی اللہ کے تمکو تھوڑی دیر کے
لئے وہاں لڑائی حلال ہو جاوے گی۔ ہجرت سے پہلے اِس مکی سورۃ میں اللہ کا یہہ ایک وعدہ تھا جسکو فتح مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ
نے پورا کیا چنانچہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت نے یہ فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لیے مجھکو مکہ میں لڑنا حلال کر دیا تھا۔ اسکے بعد مکہ میں بدستور لڑائی کی ممانعت ہے
اب جس بات کو قسم کہا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ انسان ایک محنت اور مشقت کی حالت میں ہمیشہ ہے علماء نے لکھا ہے
کہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ماں کے پیٹ سے لیکر مرتے دم تک کوئی وقت انسان کا محنت اور سختی سے خالی نہیں ہے
بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو ماں کے سونے اور لیٹنے کے وقت ایک فرشتہ اوس بچہ کا سر اونچا کر دیتا ہے
تاکہ ماں کے لیٹنے کے وقت ماں کے سارے جسم میں خون جو دوڑتا ہے وہ خون بچہ کی ناک اور منہ میں بھر کر
بچہ مر نہ جاوے پھر پیدا ہونے کے وقت جو سختی ماں اور بچہ پر گذرتی ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے
اسیطرح پیدا ہونے کے بعد بچپنے میں جوانی میں بڑھاپے میں دکھہ درد طرح طرح کا رنج وغم۔ ہر ایک کے پیچھے لگا ہوا ہے۔
تفسیر کلبی میں لکھا ہے کہ مشرکین مکہ میں ایک شخص ابو الاشد بڑا شہ زور تھا اونٹ کی کہال پر کھڑا ہو جاتا تھا۔ دس دس
آدمی اوس کھال کو کھینچتے تھے کھال پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے اڑ جاتی تھی۔ مگر اوسکا قدم تک کھال پر سے نہ ڈگتا تھا جب
سورہ مدثر کی یہ آیتہ اوتری کہ دوزخ کے خازن اونیس فرشتے ہیں تو اوسی شخص نے کہا تھا کہ ان فرشتوں کو تو میں اکیلا
کافی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ شخص بڑی عداوت رکھتا تھا۔ اِسی شخص کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہہ
آیتیں نازل فرما کر اوسکو اور اوسکی طرح اور جو لوگ اپنی جسمانی قوت یا مالی ثروت پر اتراتے ہیں اونکو نصیحت فرمائی ہے
کہ انسان کیحالت اترانے کی نہیں ہے بلکہ جو بلائیں انسان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اونکو اگر ہر انسان دیکھے تو انسان
کی حالت پچتانے کی ہے اور جس اللہ تعالیٰ نے انسان کے خلاف مرضی انسان کے پیچھے اسقدر بلائیں لگا کر
انسان کو پیدا کیا ہے وہ اِس بات پر بھی قادر ہے کہ منکرین حشر کی خلاف مرضی اون کے مر جانے کے بعد اِن منکروں کو
پھر پیدا کرے اور ان سے ذرہ ذرہ کا حساب لیوے دو گھاٹیوں کی تفسیر وہی ہے جو صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری
کی حدیث میں ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ ہر روز صبح اوٹھکر لوگ دو طرح کے کام کرتے ہیں کوئی ایسا کام کرتا ہے جو
عقبے میں نجات کا سبب ہے اور کوئی اوس کے برخلاف کام کرتا ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ دنیا کے نام کے لئے
ہزار ہا روپئے خرچ کرنے اور پھر بڑا فخر کرتے تھے اوسکو فرمایا کہ کوئی یہہ نہ جانے اللہ لوگوں کے ایسے بیجا اخراجات
سے غافل ہے نہیں نہیں۔ ایک دن اِن سب اخراجات کا حساب ہوگا ✤

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ أَوْ إِطْعٰمٌ فِي يَوْمٍ

سو نہ ہمک سکا گھاٹی پر | اور تو کیا بوجھا کیا ہے وہ گھاٹی | چھڑانا گردن کا | یا کھلانا بھوک کے دن میں

منزل

ذِی مَسۡغَبَةٍ ۝ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَةٍ ۝ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَةٍ ۝ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

بن باپ کے لڑکے کو جو ناتے وار ہے یا محتاج کے لڑکے کو جو خاک میں رُلتا ہو پھر ایمان دار لوگوں میں

وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ۝ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

جو تقید کرنے ہیں سہارنے کا اور تقید کرتے ہیں رحم کھانے کا یہ لوگ ہیں بڑے نصیب والے اور جو منکر ہوئے

بِاٰیٰتِنَا هُمۡ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۝ عَلَیۡهِمۡ نَارٌ مُّؤۡصَدَةٌ ۝

ہماری آیتوں سے وہ ہیں کمبختی والے انہیں کو آگ میں موندا ہے۔

پہاڑکی اوس گھاٹی کو کہتے ہیں جسکے گذر مشکل ہو اور اقتحام کسی کام میں جان جھونکر پڑنے کو کہتے ہیں حاصل مطلب یہ ہے کہ نیک کام کرنا ایسا مشکل ہے جسطرح کسی دشوار گزار گھاٹی سے گذر مشکل سے ہوتا ہے اسکے بعد نیک کاموں سے غلام کے آزاد کرنے اور بھوکے کو کھانا کھلانے کو مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے صحیح حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ غلام کے آزاد کرنے میں غلام کے ہاتھ پاؤں اسیطرح ہر ایک عضو کی آزادی کا یہ اجر ہے کہ آزاد کرنے والے شخص کے سب عضا دوزخ کی آگ سے آزاد اور بری ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح بھوکے کو کھلانے کا اجر ہے صحیح حدیث میں ہے کہ اطعموا الطعام وتدخلوا الجنة بسلام جسکا مطلب یہ ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور بے کھٹکے جنت میں چلے جاؤ۔ لیکن ان نفلی کاموں کے ثواب کی توقع جب ہے کہ آدمی کے دل میں عقبے کی سزا جزا کا پورا یقین اور ہر ایک نفلی عمل شریعت کیموافق اور ادائے فرایض کے بعد ہو اور اوسمیں دنیا کے دکھاوے کا کچھ دخل نہو ورنہ اسکے برخلاف نیک عملوں کا حال سورہ فرقان میں گذر چکا ہے کہ قیامت کے دن وہ ایسے اوڑ جاوینگے جسطرح ہوا میں ریت اوڑ جاتی ہے اسیواسطے ان نفلی عملوں کے ذکر کے بعد فرمایا ثم کان من الذین آمنوا وتواصوا بالصبر جسکا مطلب یہ ہے کہ ایسے نفلی کاموں کا کرنے والا ایمانداروں میں سے ہو اوس کے دلمیں کسی شرک وبدعت وریاکاری کا خیال نہو کہ یہہ باتیں ایمانداری سے بعید ہیں اور وہ ایسے لوگوں میں سے بھی ہو جنمیں ادائے فرائض کی تکلیف پر صبر وتحمل کی تقید ہو کیونکہ جسکے ذمہ ترک فرائض پر مواخذہ ہے اوسکی نجات فقط نفلی عملوں سے مشکل ہے پھر فرمایا وتواصوا بالمرحمہ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ایسے لوگوں میں سے بھی ہو جنکی عادت خلق اللہ سے شفقت کے ساتھہ برتاؤ رکھنے کی ہے یہہ اسلئے فرمایا کہ خلق اللہ کے ساتھہ جو لوگ ظلم وزیادتی کا برتاؤ رکھتے ہیں اونکی نیکیاں قیامت کے دن ظلم وزیادتی کے بدلہ میں مظلوموں کو بٹ جاوینگی۔ چنانچہ ابوہریرہ کی حدیث صحیح مسلم کے حوالہ سے اس باب میں اوپر گذر چکی ہے پھر فرمایا جو اعتقاد اور عمل میں اس کے برخلاف ہیں انکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ایصاد کے معنے بند کر دینے کے ہیں اسلئے نار موصدة کے یہ معنے ہیں کہ اوس آگ سے نکل بھاگنے کا رستہ ہر طرف سے بند ہے۔

هی خمس عشرة آیة	بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝	
	شروع ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ○ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ○ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ○

قسم ہے سورج کی اور اسکے دہوپ چڑہنے کی اور چاند کی جب آوے اسکے پیچھے اور دن کی جب اسکو روشن کرے اور رات کی جب اسکو ڈہانک لیوے

وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ○ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا

اور آسمان کی اور جیسا اس کو بنایا۔ اور زمین کی اور جیسا اسکو پہیلایا اور جی کی اور جیسا اسکو ٹہیک بنایا پہر سمجہہ دی اوسکو

فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○

ڈہٹائی کی اور بچ کر چلنے کی مراد کو پہنچا جسنے اوسکو سنوارا اور نامراد ہوا جسنے اسکو خاک میں ملایا

اِس سورۃ میں قسم کہا کر جو بات اللہ تعالے نے فرمائی اوسکا حاصل یہ ہے کہ علم الٰہی کے موافق جو لوگ دنیا میں نیک اور عقبےٰ میں جنت کے قابل ٹہر چکے ہیں انکا دل اکثر نیک کام کی طرف دوڑتا ہے اور اللہ کی طرف سے بہی اونکو نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اسیطرح جو لوگ علم ازلی میں بدقرار پاچکے ہیں انکا دل ہمیشہ بدکام کیطرف دوڑتا ہے اور ایسطرح کے اسباب بہی اون کے لئے دنیا میں پیدا ہوکر پہر حکم الٰہی کی کسی نصیحت کا اثر اون کے دل پر نہیں ہوتا غرض جسطرف انسان کا دل دوڑتا ہے دنیا عالم اسباب ہیں ویسا ہی سبب خدا کی طرف سے موجود ہوجاتا ہے اسیکو اس آیتہ میں جی میں ڈالنا فرمایا ہے۔ اگرچہ بعضے مفسروں نے اِس آیتہ کی تفسیر اور طرح بہی کی ہے لیکن صحیح مسلم۔ اور مسند امام احمد کی حضرت عمران بن حصین کی روایتہ میں خود صاحبِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اِس آیتہ کی تفسیر کی ہے۔ اوسکا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اسواسطے جن مفسروں نے اِس صحیح حدیث کے موافق تفسیر کی ہے وہی صحیح ہے صحیح مسلم مسند امام احمد نسائی مصنف ابن ابی شیبہ کی حضرت زید بن ارقم کی اور مسند امام احمد کی حضرت عائشہ کی روایتہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہہ دعا مانگا کرتے تہے کہ یا اللہ تو میرے دلکو پرہیزگاری کی خواہش نصیب کر اور میرے دلکو بُری خواہش سے پاک کردے یا اللہ تجہہ سے بہتر کوئی انسان کے دل کا پاک کرنے والا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا بہی اس آیتہ کی اوسی تفسیر کے موافق ہے جو تفسیر اوپر بیان کی گئی ہے۔ اِن آیتوں اور حدیثوں سے اگرچہ بعضے علماء نے یہہ بات نکالی ہے کہ ہر ایک شخص کے نیک و بد عمل دیکہہ کر دنیا میں ہی یقینی طور پر جنتی اور دوزخی کو پہچانا جا سکتا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ نیک عمل ایک ظاہری علامت نیک ہونے کی ہے رہیں یہ باطنی باتیں کہ کس شخص کا خاتمہ نیک ہوگا۔ اور کونسا عمل ریا سے پاک ہونے اور نیت کے خالص ہونے اور شریعت کے قاعدہ کیموافق صحیح ہونے کے سبب سے بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگیا اور کونسا عمل مقبول نہیں ہوا ایسکا علم اللہ تعالے کو ہے۔ اوپر گذر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا و قدر کا مسئلہ صحابہ کے روبرو بیان فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا تہا۔ کہ حضرت جب جنتی اور دوزخی پہلے ہی قرار پاچکے تو اب ہم نیک عمل کیوں کریں جبکہ فرقہ میں ہماری گنتی ہوچکی ہے اوسی فرقہ میں ہمارا انجام ہوجاویگا

آپنے فرمایا نہیں تم نیک عمل کی کوشش کرے جاؤ جس انجام کے لئے اللہ تعالے نے ہر ایک شخص کو پیدا کیا ہے وہ خواہ مخواہ اوسی ڈھنگ پر لگ جاتا ہے حاصل آپکے جواب کا یہہ ہے کہ بندہ کو بندگی کرنی چاہئے تاکہ بہر کیفیت ثابت ہو۔ رہی یہہ بات کہ وہ بندگی مولا کی مرضی کے موافق ہے یا اوس بندگی کے ظہور میں آنے سے پہلے مولا نے جن بعضے غلاموں کو ایک اپنے اندازہ سے فرمانبردار غلاموں میں لکھہ لیا ہو۔ وہ کون سے غلام ہیں۔ اوسکا حال اللہ کو ہی معلوم ہے جو آدمی سکے قیاس سے باہر ایک بات ہے پھر ایسی قیاس سے باہر ایک بات کی بنیاد پر جو بندہ اپنے آقا کی بندگی چھوڑے گا وہ فرمانبردار غلام کیونکر کہلا سکتا ہے ہاں ظاہری چند روزہ فرمانبرداروں اور مرتے دم کے فرمانبرداروں کو اللہ تعالے نے اپنے اندازہ سے جان لیا ہے اسلئے آخر کو ہر شخص اوسی اندازہ کے ڈھنگ سے جا لگتا ہے۔ اور یہہ ڈھنگ ایک غیب کی بات ہے۔ بغیر آخری وقت کے ظہور میں نہیں آسکتی +

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ
جھٹلایا ثمود نے اپنی شرارت سے جب اٹھہ کھڑا ہوا اونمیں کا بڑا بدبخت پہر کہا انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی سے

وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝
اور اسکے پینے کی باری سے پہر انہوں نے اوسکو جھٹلایا پہر کاٹ ڈالی پہر الٹ مارا اُن پر اون کے رب نے اُن کے گناہ سے پہر برابر کر دیا

وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝
اور وہ نہیں ڈرتا کہ پیچھا کرنیکے

یہ اونٹنی کا قصہ تفصیل سے سورہ اعراف میں گذر چکا ہے حاصل اِس قصہ کا یہہ ہے کہ ثمود نے حضرت صالح سے ایکدن پہاڑ میں سے ایک حاملہ اونٹنی کے پیدا ہونے کا معجزہ چاہا اور حضرت صالح کی دعا سے حاملہ اونٹنی پیدا ہوئی اور پہر اوسکے پیٹ سے بچہ بھی پیدا ہوا۔ ثمود کے شہر میں پانی کی کشش تہی اسواسطے حضرت صالح نے یہ بات ٹہرا دی تہی کہ ایک روز وہ اونٹنی پانی پیا کرے اور ایک روز لوگوں کے جانور پیا کریں جس کنوئیں سے یہ اونٹنی پانی پیتی تھی اوسکا نام ثمود نے اونٹنی والا کنواں رکھدیا تھا حضرت صالح نے باری جو ٹہرائی تہی اسی باری کے دن کسیطرح کی شرارت کرنے سے حضرت صالح نے ثمود کو ڈرایا ہے جسکا ان آیتوں میں ذکر ہے۔ اوس باری کیموافق جسدن اونٹنی اوس کنوئیں سے پانی پیتی تہی تو کنوئیں کا سب پانی پی لیتی تہی اسی سبب سے اوس محلہ کے لوگ اونٹنی کو بری نظر سے دیکھنے لگے آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ نو آدمیوں نے ایکا کرکے اوس اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ اوس اونٹنی کی ہلاکت کے بعد اوسکا بچہ پہاڑ میں جاکر غایب ہو گیا ایک شخص قدار بن سالف اِن نو آدمیوں کا بڑا سرغنہ اور ثمود میں بڑا شریر آدمی تھا اور اسی نے پہلا وار اوس اونٹنی پر کیا صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن زمعہ کی روایت سے یہ لفظ آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ایک خطبہ میں فرمایا کہ ایک شریر آدمی نے اونٹنی کو ہلاک کیا وہ شریر آدمی بھی قدار بن سالف تھا۔ اس اونٹنی کی ہلاکت کے تین روز کے بعد زمین میں زلزلہ آیا۔ اور آسمان سے ایک سخت آواز آئی جس سے سوا حضرت صالح اور اون کے ساتھیوں کے۔ اور سب مخالف غارت ہو گئے ولا یخاف عقبٰہا کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح دنیا کے بادشاہ کسی زبردست قوم پر ہاتھ ڈالنے میں پس و پیش کرتے ہیں اللہ ایسا زبردست ہے کہ ایکدم جو چاہے کردیوے۔ اوسکو دنیا کے بادشاہوں کی طرح کسی پس و پیش کی پروا نہیں +

سورۃ الیل مکیۃ یہ سورۃ مکی ہے	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شروع اللہ کے نام جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	وھی احدٰی وعشرون اٰیۃ

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰۤی ۝ اِنَّ سَعْیَکُمْ
قسم ہے رات کی جب چھا جاوے اور دن کی جب روشن ہو اور اس کی جو اُن نے پیدا کئے نر اور مادہ تمہاری کمائی

لَشَتّٰی ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْۢ
بھانت بھانت کی ہے سو جسنے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اُسکو ہم سہج سہج پہنچا دینگے آسانی میں اور جسنے

بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۝ وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ۝
نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اُسکو ہم سہج سہج پہنچا دینگے سختی میں اور کام نہ آویگا اُسکو مال اُسکا جب گڑھے میں گریگا

رات کے اندھیرے اور دن کے اوجالے اور حضرت آدم و حوا اسیطرح ان کی اولاد میں مرد و عورت کے پیدا کرنے کی قسم کھا کر اللہ نے جو فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں لوگوں کے عمل مختلف ہیں کوئی عقبے میں نیک کام کا بدلہ پانے کے یقین اور اسی نیت سے اچھے کام کرتا ہے۔ ایسا شخص اپنی نیکی کا پورا ثمرہ عقبے میں بھی پاوے گا اور دنیا میں بھی ایسے شخص کو دن بدن نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے۔ ملتی جاتی ہے۔ اور کوئی عقبی کی جزا کے انکار کے سبب سے نیک کاموں کیطرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ نیک کاموں کے کرنے سے بے پروائی ظاہر کرتا ہے ایسا شخص اپنا کیا عقبے میں بھگتے گا۔ اور دنیا میں جبراً اللہ تعالےٰ اوسکو راستہ پر لانے کی پروا نہیں کرتا۔ کیونکہ اسطرح مجبوری کیحالت میں نیک و بد کا وہ امتحان باقی نہیں رہتا جسکے لئے یہہ دنیا پیدا کی گئی ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ ہر ایک کام کا نتیجہ جی میں خوب جم جانے سے آدمی کو وہ کام سہل ہو جاتا ہے۔ اس لئے دنیا کے عملوں کے نتیجہ کے طور پر عقبے کی سزا جزا کا یقین جن لوگوں کے دلمیں خوب جم گیا ہے اونکو صدقہ خیرات اور ہر طرح کے نیک کام عقبے کے ثواب کی امید پر سہل معلوم ہوتے ہیں اور جو لوگ عقبے کے ثواب کے ہی منکر ہیں اونکو بغیر کسی امید کے ہر ایک نیک کام مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور جبراً اس مشکل کو حل کر دینا انتظام الٰہی کے خلاف ہے یہہ انتظام وہی ہے جسکا ذکر آیۃ الذی قدر فھدی کی تفسیر میں گذر چکا پھر فرمایا کہ جس مال کی الفت کے سبب سے لوگ صدقہ خیرات میں بخل کرتے ہیں وہ مال قبر میں اُنکے ساتھ نہ جاویگا۔ اور اسی بیجا بخل کے سبب سے جب ایسے لوگ دوزخ میں جا پڑینگے تو یہاں کا مال انکے کچھ کام نہ آویگا غرض مال کی

الفت اونہی کی سچی ہے جو اپنے مال کو خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور ایک ایک کے دس یا سات سو کے نفع سے وہ دنیا سے اوٹھتے وقت اپنا مال اپنی ساتھہ لیجاتے ہیں صحیح مسلم وغیرہ مین چند صحابہ سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے مال کی تین حالتیں ہیں جو آدمی نے کھانے پینے میں صرف کیا تو وہ گیا گذرا اور جو مرتے وقت چھوڑ گیا وہ دوسروں کا ہے ہاں جو کچھہ اللہ کے نام پر دیا وہ مع نفع کے خدا کے خزانہ میں جمع ہے۔

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝ فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ۝ لَا يَصْلَاهَا
ہمارا ذمہ ہے سوجھا دینا اور ہمارے ہاتھہ ہے پچھلے اور پہلے سو مینے سنا دی تمکو خبر ایک تپتی آگ کی اوسمیں وہی بیٹھیگا
إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ۝
جو بڑا بدبخت ہے جسنے جھٹلایا اور منہہ موڑا اور بچا دینگے اوس سے بڑے ڈر والیکو جو دیتا ہے اپنا مال پاک کرنے کو
وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۝
اور نہیں کسیکا اسپر احسان جسکا بدلا دے مگر چاہ کر مونہہ اپنے رب کا جو سب سے اوپر اور آگے وہ راضی ہوگا

مستدرک حاکم مسند بزار تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ حضرت بلال اور عامر بن فہیرہ اور زنیرہ وغیرہ یہہ سات شخص لونڈی غلام ایسے تہے جو اسلام لے آئے تہے اور وہ مشرک لوگ جنکے یہ لونڈی غلام تہے ان کو ہر روز طرح طرح کی سختی اور مار پیٹ کیا کرتے تہے حضرت ابوبکر صدیق نے ان ساتوں مرد و عورتوں کو اون کے مشرک آقاؤں سے خرید کیا اور ساتوں شخصوں کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے باپ ابو قحافہ نے ایک روز حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ تمکو غلام اگر آزاد کرنے منظور تہے تو ایسے قوی لوگ آزاد کئے ہوتے جو وقت پڑے پر تمہاری کچھہ مدد کر سکتے ان عورتوں کے آزاد کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جواب دیا میں نے جو کچھہ کیا ہے وہ عاقبت کے فائدہ کے لئے کیا ہے اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہہ آیتیں لا یصلاہا سے آخر سورہ تک نازل فرمائیں بعضے مفسروں نے اور شان نزول جو ان آیتوں کی بیان کی ہے اوسکی سند قوی نہیں ہے یہ جو فرمایا کہ بڑا بدبخت دوزخ میں جاویگا۔ مرجیہ فرقہ کے علمانے اس سے یہ مطلب نکالا ہے کہ بڑے بدبخت مشرک لوگ ہیں وہی دوزخ میں جاوینگے۔ کوئی کلمہ گو گنہگار دوزخ میں نہ جائیگا یہ مطلب قرآن اور حدیث کے مخالف ہے قرآن میں منافق لوگوں کے دوزخ میں جانے کا ذکر ہے صحیح حدیثوں میں کلمہ گو نافرمان گنہگاروں کا دوزخ میں جانے اور جس کے دل میں ذرہ برابر بہی ایمان ہوگا شفاعت کے سبب سے پھر اوس کے نکلنے کا ذکر ہے۔ لیکن سوا مشرکوں کے اور کلمہ گو گنہگار لوگ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہویں گے دوزخ ہمیشہ کے لئے اصلی ٹھکانہ مشرکوں کا ہی ہوگا اس سے اس آیۃ میں فقط مشرکوں کا ذکر فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے وہ لوگ بڑے بدبخت ہیں ان علینا للہدی سے اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا آسمان سے کتابیں نازل فرماکر

رسولوں کو بھیجکر فرمان برداری اور نافرمانی کی سب باتیں ہر ایک زمانہ میں تبلادیں اور اس اپنے وعدہ کو اچھی طرح پورا کر دیا آ
آدمی اپنے اختیار سے جو کچھ کریگا اوسی پر سزا و جزا کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا لیکن اس فیصلہ سے پہلے یہ نتیجہ علم الٰہی میں
دنیا کے پیدا کیے جانے سے پہلے قرار پاچکا ہے کہ دنیا کے پیدا کئے جانے کے بعد باوجود آسمانی کتابیں نازل ہونے
اور رسولوں کے سمجھانے کے ایسے بدبخت لوگ بھی دنیا میں ہونگے کہ وہ آسمانی کتاب اور اللہ کے رسول کیکو نہ مانیں گے
اور آخر دوزخ میں جاوینگے وانا لنا للاخرة والاولی کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونو اللہ کے اختیار اور تصرف
میں ہیں آدمی کو دین و دنیا کی ہر ایک طرح کی حاجت روائی کی خواہش اللہ سے کرنی چاہئے کہ یہہ تقوے کا بڑا جز ہے
نارا تلظے کے معنے خوب دہکتی آگ +

سورۃ الضحٰی مکیۃ وھی	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	احدی عشرۃ آیۃ

وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
قسم ہے دہوپ چڑہتے وقت کی اور رات کی جب چہا جاوے نہ رخصت کیا تجکو تیرے رب نے نہ بیزار ہوا اور البتہ پچھلا بہتر ہے تجکو

الْاُوْلٰى ؕ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪ وَوَجَدَكَ
پہلے سے اور آگے دیگا تجکو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا بھلا نہ پایا تجکو یتیم پھر جگہہ دی اور پایا تجکو

ضَآلًّا فَهَدٰى ۪ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ وَاَمَّا السَّآئِلَ
بھٹکتا پھر راہ سوجھائی اور پایا تجکو مفلس پھر محظوظ کیا سو جو یتیم ہو اسکو نہ دبا اور جو مانگتا ہو

فَلَا تَنْهَرْ ؕ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۠
اوسکو نہ جھڑک اور جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر

اگرچہ مفسروں نے اس سورۃ کی شان نزول میں طرح طرح کی باتیں لکھی ہیں سب سے زیادہ صحیح شان نزول یہی ہے جسکا ذکر صحیحین
کی جندب کی روایۃ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے مکہ میں کچھ بیمار ہو گئے تھے اس بیماری کے سبب سے
دو تین راتوں تک آپ تہجد کی نماز کو نہیں اوٹھے یہہ دیکھکر ام جمیل ابولہب کی بی بی نے کہا کہ محمد کے رب نے محمدؐ کو چھوڑ دیا اسیئے
اونھوں نے رات کو اوٹھنا بند کر دیا۔ام جمیل کی اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا۔اللہ تعالے نے آپکو
رنج رفع ہوجانے کی غرض سے یہہ سورۃ نازل فرمائی اور فرمایا کہ اے نبی اللہ کے نہ اللہ نے تمکو چھوڑ دیا ہے نہ وہ تمسے
کچھہ خفا ہے پھر اللہ تعالے نے اپنے رسول کا رنج رفع کرنے کے لئے یہ بھی فرمایا کہ دنیا تو اسطرح کے رنج والم پیش آنیکی
جگہ ہے مگر چند روزہ دنیا گذر جانے کے بعد اے نبی اللہ کے تمہارے لئے عقبے میں بڑے بڑے درجے ہیں اللہ تعالے

کی اسیطرح کی نصیحتوں کے اثر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی کسی راحت کی کچھ پروا نہیں کرتے تھے چنانچہ امام احمدؒ
ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایکدن بوریہ پر سونے سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پہلو پر نشان پڑ گئے حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں یہہ دیکھکر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں عرض کیا کہ مجھکو معلوم ہوتا تو میں بوریہ پر کوئی چیز بچھونے کے طور پر بچھا دیتا یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا چندروزہ ہے اسلئے مجھکو دنیا کی راحت درکار نہیں میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے
جیسے کوئی مسافر تھوڑی دیر کسی سایہ دار درخت کے سایہ میں ٹھہر جاتا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے
آیتہ ولسوف یعطیک ربک فترضی کی شان نزول کی بابت صحیح سند سے تفسیر ابن ابی حاتم مستدرک حاکم بیہقی طبرانی
وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روز الہام کے ذریعہ سے آیندہ
زمانہ کا وہ حال معلوم ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے عہد میں پیش آیا۔ دور دور کے
تمام شہر فتح ہوگئے۔ اور اسلام کو نہایت ترقی ہوئی اور امت محمدیہ کو ہر طرح کی راحت نظر آئی اس حال کے معلوم
ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اللہ تعالے نے اپنے نبی کو زیادہ خوش کرنے کے لئے
یہ آیتہ نازل فرمائی حاصل معنے آیتہ کے یہ ہیں کہ دنیا کی راحت کے علاوہ اے نبی اللہ کے تمہاری امت کو اللہ تعالے
آخرت میں بھی وہ راحت دینے والا ہے جس سے تم خوش ہوجاؤ گے اس معنے کی پوری تائید صحیح مسلم کی حضرت عبداللہ
بن عمروؓ کی حدیث سے ہوتی ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز قیامت کے دن کا
امت محمدیہ کا انجام یاد کر کے رونے لگے اوسیوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا اللہ تعالے
فرماتا ہے کہ اے نبی اللہ کے قیامت کے دن میں تمہاری امت کے ساتھہ وہ برتاؤ برتونگا کہ تم خوش ہوجاؤ گے۔
اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اون احسانات کا ذکر فرمایا ہے جو اوس نے دنیا میں اپنے رسول پر کئے تھے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ
دنیا جیسی امتحان کی جگہ جب اللہ تعالے کے احسانات کا یہہ حال ہے تو عقبے جیسی جگہ میں جو عین احسان کی جگہ
ہے اللہ تعالے کے احسانات کا کیا حال ہوگا۔ پایا تمہکو بھٹکتا کا یہ مطلب ہے کہ منصب نبوت قرآن کی نصیحتیں انمیں سے
کوئی چیز بھی تمکو معلوم نہ تھی حضرت کی پیدائش سے پہلے آپکے والد کا انتقال ہوگیا اور آپ کی عمر چھہ برس کی تھی
جب والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اور والدہ کے انتقال کے بعد آپکے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لی جب
آپ کی عمر آٹھہ برس کی ہوئی تو عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا پھر آپکے چچا ابوطالب نے آپ کو پالا اور آپ بڑے ہوئے
اور حضرت خدیجہ سے نکاح ہوجانے کے بعد آپ کی تنگدستی بھی کسیقدر رفع ہوگئی ان ہی باتوں کا ذکر ان آیتوں میں
ہے اور اس ذکر میں اللہ تعالے نے اپنے رسول کو اونکی یتیمی اور تنگدستی یاد دلا کر یتیموں اور تنگدستوں کیساتھ
حسن سلوک سے پیش آنے کی نصیحت فرمائی ہے اور اللہ کے احسان کے بیان کرنے کا یہہ مطلب ہے کہ جہانتک ہوسکے

اوسکا شکریہ ادا کیا جاوے اللہ تعالےٰ امت محمدیہ کے ہر شخص کو اپنے نبی کی پیروی پر قایم رہنے کی توفیق دیوے
تاکہ اللہ کے رسول کی پیروی کے طفیل سے یہ دولت قیامت کے دن حاصل ہو جسکا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے
رسول سے اونکی امت کے حق میں کیا ہے صحیحین میں انس کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر
قائم نہ رہے تو ایسے لوگوں کو فرشتے حوض کوثر پر سے گھسیٹ کر دوزخ میں لیجانے لگیں گے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماویں گے یہہ تو میرے طریقہ اور امت کے لوگ ہیں فرشتے کہوینگے آپکے بعد یہہ لوگ آپ کے طریقہ پر قایم نہیں
رہے آپ ان فرشتوں کے جواب میں فرماویں گے ایسے لوگوں کا مجھسے دور رہنا بہتر ہے اکثر مفسرین
نے والضحیٰ سے لیکر ختم قرآن تک ہر سورۃ کے بعد اللہ اکبر کا کہنا ابی بن کعب کی روایتہ سے لکھا ہے اس کی
سند کا کچھہ پتا نہیں لگا ✢

سورۃ الانشراح مکیۃ	بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	ثمان آیات ۸ آیتیں

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۝ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۝
کیا ہمنے نہیں کھولدیا تیرا سینہ — اور اوتار رکھا ہے تجھ بوجھ تیرا — جسنے کڑکائی پیٹھ تیری

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَإِذَا
اور اونچا کیا ہمنے مذکور تیرا — سو البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے — البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے — پھر جب

فَرَغْتَ فَانصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَب
فارغ ہو تو محنت کر — اور اپنے رب کیطرف دل لگا

ع ۱ ۸ ۱۹

سینے کے کھولدینے کا یہ مطلب ہے کہ آپکے سینہ پر جو دل کا قلعہ کہلاتا ہے شیطان کا کسیطرح کا کچھ تسلط باقی نہیں رہا
چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ اور شیطان کے شیاطینوں میں سے ایک شیطان ہر شخص کیساتھ ہر وقت رہتا
ہے اللہ کا فرشتہ نیک کام کی رغبت دلانے کے لئے ہے اور شیطان برے کام کی رغبت کے لئے مگر میرے
شیطان کو اللہ تعالےٰ نے میرا ایسا فرمانبردار کر دیا ہے کہ وہ بجائے برے کام کے رغبت کے نیک کام کی رغبت
مجھکو دلاتا رہتا ہے۔ اسی مطلب کی صحیح مسلم میں حضرت انس کی وہ روایتہ ہے جسمیں آپکے سینہ کے چاک کئے
جانے اور آپکے دل سے حصہ شیطانی کی ایک سیاہی کے نکال ڈالنے کا ذکر ہے۔ غرض ان روایتوں سے معلوم
ہوا کہ نیک بات کے قبول کرنے میں وہ تنگدلی جسکا ذکر سورۂ انعام میں گذر چکا ہے آپکے دل سے بالکل جاتی رہی

اور بجائے وسوسات شیطانی کے نور ایمانی دلمیں بھر گیا جس سے احکام وحی کی پوری گنجایش آپکے نورانی قلب میں پیدا ہوگئی چنانچہ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہہ ہے کہ بعضے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینے کے کھل جانے کا مطلب پوچھا تھا تو آپنے یہی مطلب بیان فرمایا جو اوپر بیان کیا گیا۔ اس روایت کے چند طریقے ہیں جس کے سبب سے ایک سند کو دوسری سند سے تقویت ہوجاتی ہے۔ بعد اسکے ترک اولے اور سہو سے جو دلپر کچھہ بوجھہ تھا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر سے وہ بوجھہ بھی ہلکا کردیا اور قرآن کے چند آیتوں میں خطبہ اذان تکبیر التحیات میں آپ نبی اللہ کے اللہ نے اپنے نام کے ساتھ تمہارے نام کا ذکر رکھا جس سے تمہارا نام مشہور ہوا۔ مکہ میں آپ تنگدست رہتے تھے اسیئے مشرکین مکہ آپکو تنگدستی کا طعنہ دیا کرتے تھے۔ اسواسطے آیتہ فان مع العسر یسرا سے اس مکی سورۃ میں اللہ تعالے نے آپ کی تنگدستی کے رفع کردینے کا وعدہ فرمایا اور ہجرت کے بعد وہ وعدہ پورا فرمایا کہ مدینہ میں آپکو وہ تنگدستی نہیں رہی بیہقی مستدرک حاکم تفسیر عبدالرزاق وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپنے فرمایا ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہ آسکی گی۔ عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ کوئی معرفہ اسم دو دفعہ بولا جاوے تو وہ دو اسم ایک سمجھے جاتے ہیں مثلاً زید زید دو دفعہ بولا جاوے تو ایک ہی شخص زید سمجھا جائیگا۔ اور پھر پہاڑ پہاڑ دو دفعہ بولا جاوے تو دو پہاڑ سمجھے جاویں گے۔ اس آیتہ میں عسر کا لفظ الف لام کے آنے سے معرفہ ہے اور یسر کا لفظ نکرہ تو گویا ایک سختی کے ساتھہ دو آسانیاں اللہ نے اس آیتہ میں ذکر فرمائی ہیں اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہ آسکے گی۔ مسند بزار وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے سختی اگر پتھر کے اندر گھس کر رہے تو آسانی اوسکا پیچھا نچھوڑے گی صحیح حدیث میں ہے کہ نماز کے وقت آدمی کے سامنے اگر کھانا آجاوے تو پہلے کھانا کھانا چاہیے پھر نماز پڑہنی چاہیے تاکہ نماز کیحالت میں دل کھانے کے خیال میں نہ لگا رہے یہی مطلب آیتہ فاذا فرغت فانصب کا ہے کہ دنیا کے ایسے ضروری مشغلوں سے فارغ ہو کر عبادت کرنی چاہیے جن مشغلوں میں آدمی کا دل پڑا ہوا ہے ✣

وهي ثمان ايات یہ سورہ مکی ہے	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	سورة التين مكية جمہور کے قول کے موافق

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ

قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اوس شہر امن والے کی بیشک

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا
بنایا ہمنے آدمی کو خوب سے خوب اندازے پر پہر پہینکدیا اُسکو نیچوں سے نیچے مگر
الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ
جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں سو اونکو نیگ ہے بے انتہا پہر تو اُس پیچھے کیوں جھٹلاوے بدلا ملنا
أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝
کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بہتر حاکم

انجیر اور زیتون یہی مشہور دونوں پیڑ ہیں طور سینین اور طور سینا اوس پہاڑ کا نام ہے جہپر حضرت موسے علیہ السلام نے خدا تعالے سے باتیں کی تہیں بلد آمین سے مراد مکہ ہے کہ وہاں کے رہنے والوں کو بلکہ جانوروں تک کو ہر طرح کا امن ہے۔ اب اِس قسم کے بعد اللہ تعالے نے جو کچھہ فرمایا ہے اوسکی تفسیر میں علمار کا اختلاف ہے لیکن سفیان ثوری کا قول اوپر گذر چکا ہے کہ تفسیر کے باب میں جب مجاہد کا قول ملجاوے تو حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے کسی دوسرے کے قول کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے کہ تفسیر سیکہنے کی غرض سے مجاہد نے حضرت عبداللہ بن عباس سے تین ۳ دفعہ قرآن شریف پڑھا ہے اور ہر ایک آیتہ کے معنے اور مطلب کو سمجھا اور حل کیا ہے اِسی سبب سے امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری کی کتاب التفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگردوں میں سے مجاہد کے قول پر زیادہ بھروسہ کیا ہے۔ اب مجاہد کے قول کیموافق قسم کے بعد کی آیتوں کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالے نے انسان کو اچھی شکل میں پیدا کیا پھر اولاد آدم میں سے جو لوگ نافرمان تہے اونکو دوزخ میں ڈالدیا جہاں اونکی وہ اچھی شکل بگڑ گئی مثلا متکبر لوگ چیونٹیوں کی صورت میں ہو گئے اسی طرح بعضے اور طرح طرح کی بدصورتوں میں ہو گئے اسکے بعد اللہ تعالے نے منکرین حشر کو قائل کیا ہے کہ یہہ مشرکین حشر ایکدفعہ کی اپنی پیدائش کو دیکھکر پہر دوبارہ پیدا ہونے کا انکار کیوں کرتے ہیں ہر ایک دنیا کا حاکم ایک وقت اپنی کچہری کا ٹہراتا ہے خدا تعالے تو سب حاکموں کا حاکم ہے اوس نے نیک و بد کے انصاف کے لئے ایک دن جو ٹہرایا ہے اوس سے اون منکرین حشر کو تعجب کس بات کا ہے۔ اِس معنے کے سوا اور معنی جو اس آیتہ کے اور مفسروں نے بیان کئے ہیں سب معنے مجاہد کے قول کے مخالف ہیں اسواسطے اکثر مفسروں نے اون معنوں کو قوی نہیں قرار دیا ترمذی وغیرہ کی روایتہ اوپر گذر چکی ہے کہ اِس سورۃ کے ختم کے بعد لفظ بلی کہنا سنت ہے۔ اور بعضی روایتوں میں بلی وانا علی ذلک من الشاہدین بہی آیا ہے +

سورۃ العلق مکیۃ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ | وھی تسع عشرۃ آیۃ
یہ سورۃ | شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا | کی ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

پڑہ اپنے رب کے نام سے جسنے بنایا بنایا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے پڑہ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

جسنے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا

اکثر مفسرین کے قول کے موافق سب سے پہلے اقرا سے مالم یعلم تک یہی پانچ آیتیں نازل ہوئی ہیں پہر سورہ نون والقلم مسند امام احمد صحیح بخاری و مسلم میں جو حضرت عائشہ سے روایت ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ نزول وحی سے پہلے اللہ تعالے نے اپنے رسول کو سچے خواب دکہانے شروع کئے پھر آپکو تنہائی کا شوق ہوا چنانچہ غار حرا میں جاکر آپ ایک مہینہ تک تنہا رہے اور اللہ کی عبادت کیا کرتے اسی تنہائی میں جبرئیل علیہ السلام یہہ پانچ آیتیں لیکر آپکے پاس آئے اور آپ سے کہا پڑہو آپنے جواب دیا میں تو کچہ پڑہنا نہیں جانتا۔ اسپر حضرت جبرئیل نے آپ کو تین دفعہ دبوچا اور یہہ پانچوں آیتیں آپکو سکہا دیں ان آیتوں میں اللہ تعالے نے یہہ جتلا دیا ہے کہ جو ذات پاک ایسی حقیر چیز خون کی پھٹکی سے انسان کے پیدا کرنے پر قادر ہے وہ انسان کی ہر طرح کی تعلیم پر بہی قدرت رکہتا ہے ان پڑہوں کو پڑہا دینا بے لکہنے والوں کو لکہنا سکہا دینا اوسکے کرم سے کچہ بعید نہیں ہے۔ یہہ اللہ کا بڑا کرم ہے کہ اوسنے اپنے بندونکو جہالت کے اندھیرے سے نکالکر علم کے نور سے روشن دل کیا اور پھر کتابت کی وہ قابل قدر حکمت سکہائی جس سے دنیا میں علم کے باقی رہنے کا طریقہ انسان کے ہاتہ آیا۔ اگر یہہ کتابت نہوتی تو نہ علم دین قایم رہ سکتا نہ علم دنیا +

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ

نہیں آدمی سر چڑھتا ہے اس سے کہ دیکہے ہے آپکو محفوظ بیشک تیرے رب کیطرف پہر جانا ہے تو نے دیکہا وہ جو منع

یَنْهٰی ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۝ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝ اَرَءَیْتَ

کرتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑہے بہلا دیکہہ تو اگر ہوتا نیک راہ پر یا سکہاتا ڈر کے کام بہلا دیکہہ

اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ۝ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِ

تو اگر جہٹلایا اور مونہہ موڑا یہ نہ جانا کہ اللہ دیکہتا ہے کوئی نہیں اگر باز نہ آویگا ہم گہسیٹینگے

النَّاصِیَةِ ۝ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۝

چوٹی پکڑکر کیسی چوٹی جہوٹی گنہگار اب بلا لے اپنی مجلس کو ہم بلاتے ہیں پیادے سیاست کرنیکو

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

کوئی نہیں مت مان اسکا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو

ان آیتوں کے شان نزول حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں جو ہے اون روایتوں کا حاصل یہہ ہے کہ ابوجہل نے اپنے بتوں کی قسم

کہا کریہہ کہا تھا کہ حرم شریف میں آنحضرت کو نماز پڑہتے ہوئے دیکھے گا تو پیروں سے روند ڈالیگا۔ ایک دن اوس نے
آپکو حرم میں نماز پڑہتے دیکھہ کر قدم آگے بڑھایا کہ اپنی قسم پوری کرے۔ لیکن پہر پیچھے ہٹ آیا لوگوں نے اوس سے پیچھے ہٹ
آنیکا سبب پوچھا تو اوس نے کہا مجھکو ایک آگ کی خندق اور کچھہ پردار بازو نظر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی یہ بات سنکر فرمایا کہ اگر ابوجہل ذرا میرے پاس اور آتا تو فرشتے اوسکی بوٹیاں کر ڈالتے اوسی قصہ کا ذکر اللہ تعالیٰ
نے ان آیتوں میں اسطرح فرمایا کہ پہلے عام طور پر انسان کی عادت کا ذکر فرمایا کہ مالدار ہو کر اپنے آپ سے باہر ہو جانا یہہ انسان
کی ایک جبلی عادت ہے پھر جو کچھہ فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ ابوجہل اگر راستہ پر آجاتا تو اوس کے لئے اچھا تھا جب وہ
راستہ پر نہیں آیا تو اللہ اوسکے کرتوت دیکھہ رہا ہے ایکدن اوسکا کیا اوس کے آگے آویگا۔ پھر فرمایا کہ ابوجہل آئندہ حرم
میں نماز پڑہنے کو جو منع کرتا ہے اے رسول اللہ کے تمکو اوسکا کہنا نہیں ماننا چاہئے۔ اور ہمیشہ حرم میں نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ
سے قربت ڈہونڈنی چاہئے اور حفاظت تمہاری اللہ کے ہاتھہ ہے اگر ابوجہل اپنے حمائیتوں اور اپنی مجلس کے لوگوں کو
اپنی مدد کے لئے بلاوے گا تو اللہ تعالیٰ بہی دوزخ کے فرشتوں کو اوس کے پیچھے لگا دیوے گا +

وہی خمس آیات یہ سورۃ مدنی ہے۔	بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	سورۃ القدر مکیۃ صحیح قول کے موافق

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝
ہمنے یہ اوتارا شب قدر میں اور تو بوجہا کیا ہے شب قدر۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝
اوترتے ہیں فرشتے اور روح اوسمیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر آمان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک

صحیح معنے آیۃ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کے یہہ ہیں کہ لوح محفوظ سے شب قدر میں ایک دفعہ سارا قرآن شریف اول آسمان
اوترا اور پھر رفتہ رفتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس سال تک نازل ہوتا رہا۔ نسائی بیہقی مستدرک حاکم مصنف ابن ابی
شیبہ طبرانی میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں اون میں حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہی معنے اس آیۃ کے بیان فرمائے ہیں
اگرچہ مفسرین نے اس آیۃ کے معنے اور بھی بیان کئے ہیں لیکن وہ معنے اسقدر صحیح نہیں ہیں شب قدر کی فضیلت
بہت سی حدیثوں میں آئی ہے۔ اب آگے لیلۃ القدر کی یہہ فضیلت بیان فرمائی کہ اس ایک رات کی عبادت اور دنوں کے ہزار
مہینے کی عبادت سے بہتر ہے ہزار مہینہ کے تراسی سال چار مہینے ہوئے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص اس رات اپنی عمر بہر
دس راتیں بہی عبادت کر لیویگا تو ہزار سال سے اونچی مدت کی عبادت ہو جاوے گی یہہ محض اللہ کا فضل ہے۔ تفسیر ابن جریر
اور ابن ابی حاتم میں مجاہد سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے

ایک شخص کی ہزار مہینے کی عبادت کا ذکر کیا صحابہ نے یہہ ذکر سنکر اپنے زمانہ کی عمروں کے کوتاہ ہونے کے سبب سے اسقدر مدت کی عبادت سے اپنے آپ کو عاجز گنا اوسپر اللہ تعالے نے یہہ سورۃ نازل فرمائی جس سے صحابہ بہت خوش ہوئے۔ یہی قول صحیح روایتوں کے موافق ہے لیلۃ القدر رمضان شریف کے آخر کے عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور قیامت تک یہی حالت رہیگی۔ اس رات کو شب قدر اسلئے کہتے ہیں کہ اس میں سال بھر کے ہر طرح کے انتظامات لوح محفوظ سے نقل کئے جاکر ملائکہ کو دئے جاتے ہیں۔ سال بھر تک کے ان ہی انتظامات کا نام قدر ہے۔ کیونکہ وہ قضاو قدر کے موافق ہیں۔ اونہی انتظامات کو قابو میں کرنے کے لئے غروب آفتاب سے لیکر صبح تک اس رات ملائکہ زمین پر رہتے ہیں اور اس رات کی عبادت کرنے والوں سے سلام علیک کرتے ہیں روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں وہ بھی اور ملائکہ کے ساتھہ اوس رات کو زمین پر اوترتے ہیں صحیح بخاری اور مسلم میں عبداللہ بن عمر کی روایتہ میں ہے کہ بعضے صحابہ نے رمضان شریف کے آخری ہفتہ میں لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ خواب بیان کیا آپ نے فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اس خواب کے موافق شب قدر کی تلاش اور جستجو رکھو۔ اس روایتہ سے اور اسی قسم کی اور روایتوں سے بعضے علمار نے یہہ بات نکالی ہے کہ جسکو شب قدر نظر آوے تو اوسکو کوئی چیز خلاف عادت نظر آنی چاہیے تاکہ اور راتوں میں اور شب قدر میں فرق پیدا ہوا اور اسی فرق کے پتے سے شب قدر کی تلاش اور جستجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق ہوسکے پھر جن لوگوں کو اوس رات خلاف عادت کچھہ نظر آیا ہے اون کے حوالہ سے اوس خلاف عادت چیز کی تفصیل اون علمار نے یہی کی ہے کہ وہ ایک نور سب جگہ نظر آتا ہی اور اوسوقت ہر چیز سجدہ کی حالت میں ہوتی ہے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت کی دعا قبول ہوتی ہے صحیح روایتہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر حضرت عائشہ کو یہہ دعا پڑہنے کا ارشاد کیا ہے اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی +

سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ وَھِیَ ثَمَانَ اٰیَاتٍ

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہہ سورۃ مکی ہے اور جمہور کے قول کے موافق مدنی ہے

صحاح کی کتابوں میں مرفوع اور موقوف جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو حضرت جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے رسول اللہ کے اللہ تعالے کا حکم ہے کہ آپ اس سورۃ کو ابی بن کعب صحابی کے روبرو پڑہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ ذکر ابی بن کعب سے کیا تو اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میرا نام اور میرا ذکر اللہ تعالے کے روبرو آیا آپ نے فرمایا کہ ہاں اس بات کا اثر حضرت ابی بن کعب کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ رونے لگے حضرت عثمان حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابو درداء حضرت

ابو موسے اشعری حضرت زید بن ثابت چھہ صحابی یہہ اور ساتویں حضرت ابی بن کعب یہہ سات صحابی قرآن شریف کے قاریوں میں مشہور ہیں۔ حضرت ابی بن کعب کی زبان ایسی قابو میں تہی کہ جسطرح کی قرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے وہی اپنی زبان سے ادا کرتے تھے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں جو قصہ ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو قرآن شریف کی کچھ آیتیں اسطرح پڑھتے ہوئے سنا جنکی قرات ابی بن کعب کی قرات کے مخالف تھی۔ ان کو اپنی یاد پر بڑا بہروسا تھا اسواسطے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے جھگڑا کیا جب وہ جھگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ نے دونو قراتوں کو صحیح قرار دیا۔ اور فرمایا مجھکو سات قراتوں میں قرآن شریف کے پڑھنے کا حکم ہے۔ حاصل کلام یہہ ہے کہ حضرت ابی بن کعب کو قرات کا بڑا خیال تھا اور زبان بھی اون کی قابو میں تھی۔ اسلیے اللہ تعالی نے خاص طور پر اپنے رسول کی قرات اونکو سنوائی۔ تاکہ اون کے واسطہ سے اللہ کے رسول کی قرات لوگوں میں پھیل جاوے ابو نعیم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہہ ہے کہ جب کوئی شخص سورہ لم یکن الذی پڑھتا ہے تو اللہ اوس شخص کو عقبے میں جنت کی اور دنیا میں فارغ البالی کی خوشخبری دیتا ہے +

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾

نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہیں کتاب والے اور شریک والے باز آتے جبتک کہ پہونچے اونکو کھلی بات

رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۙ﴿۲﴾ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ؕ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ

ایک رسول اللہ کا پڑھتا ورق پاک اسمیں لکھیں کتابیں مضبوط اور نہوٹے وہ جنکو ملی ہے کتاب

اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ؕ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۙ

سو جب آچکی اُن کو کہلی بات اور اُن کو حکم یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی نری کر کر اُسکے واسطے بندگی

حُنَفَآءَ وَ یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ذٰلِکَ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا

ابراہیم کے راہ پر اور کہڑی کریں نماز اور دیں زکوۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی وہ جو منکر ہوئے

مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ

کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اُسمیں وہ لوگ ہیں بدتر سب خلق کے وہ لوگ

اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّۃِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ

جو یقین لائے اور کیے بھلے کام وہ لوگ ہیں بہتر سب خلق کے بدلا اُن کے رب کے یہاں باغ ہیں بسنے کے

ع ۸/۲۳

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

نیچے بہتی اُنکے نہریں سدا رہیں اُنمیں ہمیشہ اللہ اون سے راضی اور وہ اُس سے راضی یہ ملتا ہی اسکو جو ڈرا اپنے رب سے

شروع سورۃ سے حتی تاتیہم البینہ تک کی آیتہ کا مطلب اِس طرح کا مشکل ہے کہ جسکے بیان کرنے میں اکثر مفسروں نے غلطی کی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ بینہ سے مراد نبی آخر الزماں ہیں اور یہ آیتہ اُن لوگوں کی شان میں ہے جو اہلِ مکہ اور اہلِ کتاب میں سے راہِ راست پر آگئے اور اسلام لے آئے اور حاصل معنی آیتہ کے یہ ہیں کہ اگر قرآن جیسی کتاب نازل ہوتی اور نبی آخر الزماں جیسے رسول نہ آتے تو اہل مکہ اور اہل کتاب سب کے سب اُسی کفر کی حالت پر رہتے اور کوئی اونمیں سے راہِ راست پر نہ آتا۔ پھر فرمایا کہ یہ اہلِ کتاب جو متفرق ہو رہے ہیں کہ کوئی انمیں سے اسلام لے آیا۔ اور کوئی بدستور حالت کفر پر اڑا ہوا ہے اسکا سبب یہ نہیں ہے کہ اِن کو نبی آخر الزماں کے سچے ہونے یا قرآن کے کتاب آسمانی ہونے میں کچھ شک و شبہ ہے۔ کیونکہ جو احکام قرآن میں ہیں وہی احکام انکی کتابوں میں ہیں اور قرآن کے نازل ہونے سے پہلے انہی احکام کے بجالانے کا انکو حکم تھا اور یہ لوگ اون احکام کو احکام الٰہی جانتے اور نبی آخر الزماں کے نام سے لڑائیوں میں فتح کی دعائیں مانگتے تھے اب نبی آخر الزماں کے آنے کے بعد فقط اِس حسد سے یہ لوگ اسلام کے منکر ہیں کہ نبی آخر الزماں بنی اسمٰعیل میں کیوں ہوئے اور ان لوگوں کو یہ بھی خیال ہے کہ نبی آخر الزمان کے زیر حکم ہو جانے سے ان کی ہمیشہ کی ریاست اور حکومت میں بٹا لگ جاوے گا۔ دنیا کی اِن باتوں کے خیال سے انہوں نے اپنے دین کو جو برباد کیا ہے یہ حالت اُن کی خدا کی لعنت کے قابل ہے۔ اب اِن معنوں کی بنا پر آگے کی آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ ملت ابراہیمی میں قریش کے بڑے بوڑھوں اور شریعت موسوی میں یہود کے بڑے بوڑھوں کو اور شریعت عیسوی میں نصاریٰ کے بڑے بوڑھوں کو اگرچہ توحید سکھائی گئی ہے لیکن نبوت کے زمانہ کے بعید ہو جانے سے قریش اور اہل کتاب سب میں اس طرح کا کفر اور شرک پھیل گیا ہے کہ بغیر نبی آخر الزماں کے پیدا ہونے کے اوس کفر اور شرک کی اصلاح ممکن نہ تھی اب نبی آخر الزماں کے پیدا ہو جانے کے بعد جو لوگ اصلاح پر آجاویں گے اون کے لئے جنت ہے اور جو لوگ نبی آخر الزماں کی نصیحت کو نہ مانیں گے اونکے لئے جہنم ہے آخر پھر فرمایا کہ جن لوگوں کے دلمیں خدا کے روبرو کھڑے ہونے کا خوف ہے اصلاح پر وہی لوگ آویں گے اور جو قیامت کے دن سے نڈر یا اوس سے منکر ہیں اوس دن اونکی مٹی خراب ہے ✢

سورۃ الزلزال مدنیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝	وهي ثمان آيات
حضرت عبد اللہ بن عباس کے	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	قول کے موافق یہ سورۃ مدنی ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ

جب ہلائے۔۔ جن اُس کے بھونچال سے اور نکال ڈالے زمین اپنے بوجھ اور کہے آدمی

ضرول

أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا

اُسکو کیا ہوا اوسدن بتادے گی وہ اپنی سب باتیں اسواسطے کہ تیرے ربنے حکم بھیجا اسکو اوسدن ہو پڑینگے لوگ بھانت بھانت

لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

کہ اُنکو دکھائیے انکے کیئے سو جسنے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لیگا اُسے اور جسنے کی ذرہ بھر بُرائی وہ دیکھ لیگا اُسے

دجال کا پیدا ہونا سورج کا مغرب سے نکلنا۔ لال آندھی کا آنا جسطرح یہہ چیزیں دنیا کی مدت آخیر ہونے کی علامتیں ہیں اسیطرح اوسوقت ایک زلزلہ بھی لال آندھی آنے کے بعد آویگا۔ جسکا ذکر ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ وغیرہ کی روایتہ سے آیا ہے اور ایک زلزلہ دوسرا صور پھونکا جاویگا۔ جب آویگا۔ جسکا ذکر قرآن شریف میں کئی جگہہ آیا ہے۔ اس آیتہ میں جو زلزلہ کا ذکر ہے بعضے مفسر کہتے ہیں کہ اس سے پہلا زلزلہ مراد ہے اور بعضے کہتے ہیں دوسرا زلزلہ مراد ہے اس زلزلہ کے ساتھہ ہی اللہ تعالے نے حساب۔ وکتاب اور زمین کی شہادت کا ذکر فرمایا ہے اور یہہ باتیں تو صور دوسرے صور کے بعد کی ہیں۔ اسلئے اس زلزلہ سے دوسرا زلزلہ مراد لینا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس زلزلہ سے پہلا زلزلہ مراد لیا جاوے گا تو نکالڈالے زمین اپنے بوجھ کا مطلب زمین کے خزانوں کے باہر آجانے کا ہوگا۔ جسکا ذکر صحیح مسلم کی حضرت ابوہریرہ کی روایتہ میں ہے اور اگر زلزلہ سے دوسرا زلزلہ مراد لیا جاویگا تو زمین کے بوجھ کے باہر آنیسے مُردوں کا باہر آجانا مراد لیا جاویگا۔ جسکا ذکر قرآن میں کئی جگہہ ہے مسند امام احمد ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایتہ ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین پر ذرہ ذرہ جو لوگ کرتے ہیں اوس سب کی گواہی قیامت کے دن زمین ادا کرے گی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ جسوقت زمین ذرہ ذرہ نیک وبد عمل کی گواہی دیوے گی اوسوقت لوگ کہویں گے کہ زمین کو کیا ہوگیا کہ یہہ اسطرح کی گواہی پر مستعد ہوگئی۔ غرض اچھے لوگ شکر کے طور پر اور بُرے لوگ خوف سے اسکا چرچا کرینگے۔ جو عمل اکارت ہوجاوینگے ان کو بھی اسطرح دیکھہ لیوے گا کہ مثلاً فلاں وقت کی نماز یا فلاں وقت کا روزہ یا صدقہ فلاں ریاکاری کے سبب سے اکارت ہوگئے۔ انکا کچھ اجر نہ ملیگا ترمذی وغیرہ کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس سورۃ کو ایک دفعہ پڑھے اوسکو آدھے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔ آدھے قرآن کے ثواب کی حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ لیکن پاؤ قرآن کے ثواب کے باب میں چند حدیثیں آئی ہیں ✤

منزل ۷

سُورَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً
حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کیموافق	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	یہ سورۃ مدنی ہے

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهِ

قسم ہے دوڑنے گھوڑوں کی ہانپتے پھر آگ سلگاتے جھاڑکر پھر دھاڑ دیتے صبحکو پھر اُٹھاتے اُسمیں گرد پھر گھس جاتے اسکے

إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۝ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝

بیشک آدمی اپنے رب کا ناشکر ہے اور وہ یہ کام سامنے دیکھتا ہے اور آدمی محبت پر مال کے مضبوط ہے

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۝ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝

کیا نہیں جانتا وہ وقت کہ کریدی جاویں جو قبروں میں ہیں۔ اور تحقیق ہو جو جیوں میں ہو بیشک اُنکے رب کو اُسدن خبر ہے۔

اللہ تعالے کا دین پھیلانے کے لئے جو لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مخالف لوگوں پر حملہ کرتے تھے اون کے گھوڑونکے دوڑنے اور دوڑنے میں ہانپنے اور پتھر پر دوڑتے وقت اونکے نعلوں میں سے آگ کے شعلے جھڑنے اور صبح کے وقت حملہ کرنے اور حملہ کے وقت گرد وغبار اوٹھنے اور اُس گرد وغبار میں سوارونکے دشمنوں میں گھس جانے کی ان سب باتوں کی اللہ تعالے نے قسم کھا کر فرمایا کہ انسان کی حالت اِس بات کی گواہی دیتی ہے کہ وہ بڑا ناشکرا ہے۔ کیونکہ اللہ نے اسکو پیدا کیا۔ اُسکی زیست بھر کے طرح طرح کے آرام کا بندوبست کیا پھر یہہ انسان اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معبود ٹھہراتا ہے اِس سے بڑھکر اور کون سی حالت ناشکری کی ہوگی پھر فرمایا کہ دین کی باتوں سے یہہ انسان اسلئے غافل ہے کہ جا و بیجا مال کے سمیٹنے میں ہر دم اسکا دل پڑا ہوا ہے۔ یہہ نہیں جانتا کہ ایکدن خود یہہ دنیا سے چل بسے گا اور اِس کا سمیٹا ہوا سب مال یہیں دنیا میں پڑا رہجاوے گا۔ اور جب قبروں سے اوٹھیں گے اور دل کے منصوبوں تک کی تحقیقات ہوگی اوسدن جس نیت سے اوسنے یہہ مال جمع کیا ہے اوسکا نتیجہ اُسکے سامنے آوے گا صحیح بخاری کی انس بن مالک کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ آدمی کے جنازہ کے ساتھہ مال اولاد اور عمل یہہ تین چیزیں جاتی ہیں دفن کے بعد مال و اولاد تو ایسی چیزیں ہیں کہ دنیا کی دنیا ہی میں رہجاتی ہیں فقط عمل ہی ایک ایسی چیز ہے جو اوس کے ساتھہ جاتا ہے۔ معتبر سند سے عبداللہ بن شخیر کی ترمذی کی یہہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ آدمی تمام میرا مال میرا مال کہتا کہتا مرجاتا ہے لیکن مرنے کے بعد ساتھہ اسکے وہی جاتا ہے جسکو وہ اپنی زندگی میں اللہ کے نام دیجاتا ہے اوپر یہہ صحیح حدیث قدسی بھی گذر چکی ہے کہ بُرے کام کو جبتک آدمی ہاتھہ پیر سے نہ کر گذرے تو فقط دل کے ارادہ پر نامہ اعمال میں کچھہ برائی نہیں لکھی جاتی ظاہر میں اگرچہ آیتہ وحصل مافی الصدور کا مطلب اوس حدیث قدسی کے مضمون کے مخالف معلوم ہوتا ہے کیونکہ اِس آیتہ کے مطلب سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بھید کے طور پر جو باتیں لوگوں کے دلمیں ہونگی وہ بھی نامہ اعمال میں لکھی جاوینگی۔ اور اونکا بھی حساب وکتاب ہوگا علماء محدثین اور مفسرین نے اسطرح کی آیتوں اور حدیثوں کو ایک جگہ جمع کر کے جو مطلب قرار دیا ہے اوسکا حاصل یہہ ہے کہ بعضے دل کے منصوبے ایسے ہوتے ہیں کہ ہاتھہ پیروں کے کام سے اونکو تعلق نہیں محض وہ دل کے ہی منصوبے ہیں اسطرح کے منصوبے اگر توحید یا نبوت یا قیامت کے شک کے متعلق ہوں تو یہہ کفر کا درجہ ہے اسکے نامہ اعمال میں لکھے جانے میں کسیکو اختلاف نہیں ہے اور یہ آیتہ اسیطرح کے منصوبوں سے متعلق ہے۔ کیونکہ آیتہ میں ہاتھہ پیروں کے عمل کا کچھہ تذکرہ نہیں ہے اور بعضے دل کے منصوبے ایسے ہیں کہ اُن

منصوبوں کو ظاہر میں ہاتھ پاؤں کے کام سے بھی تعلق ہے مثلاً جسطرح زناکاری۔ یا چوری کا منصوبہ وہ حدیث قدسی اسیطرح کے منصوبوں سے متعلق ہے کیونکہ اوس حدیث میں عمل کا ہی ذکر ہے اور اس طرح کے منصوبوں کے بابت علماء کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہہ کہ اسطرح کے منصوبہ کا فقط دلمیں خیال ہی خیال ہو تو کچھہ نہیں اگر دل میں منصوبہ کا پکا ارادہ کسی بُرے کام کرنے کا جم جاوے تو وہ گناہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اسطرح کے موافق جب تک ہاتھ پیر سے کام نہو جاوے تو خالی پکا منصوبہ کچھہ گناہ میں داخل نہیں ہے ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ ... مسند امام احمد ترمذی ابن ماجہ کی ابی کبشہ انماری کی حدیث سے پہلے قول کی پوری تائید ہوتی ہے یہ وہ حدیث ہے جسکو ترمذی نے صحیح کہا ہے اور جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار شخصوں کا ذکر فرما کر ایک شخص کو فرمایا ہے کہ نہ اوسکے پاس کچھہ مال ہو نہ اوسکو کچھہ علم ہو مگر وہ دلمیں منصوبے باندہے کہ میرے پاس مال ہوتا تو یوں کرتا مجھکو علم ہوتا تو یوں کرتا۔ اِس حدیث میں بُرے کام کے منصوبے کا برا انجام ٹھیرایا ہے اور بھلے کا بھلا۔ اگرچہ اس سورہ کی مکی اور مدنی ہونے میں سلف کا اختلاف ہے لیکن مسند بزار اور مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایتیں ہیں اُنکا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھہ صحابہ کو ایک لڑائی پر بھیجا تھا اور مہینہ بھر کے عرصہ سے اون لوگوں کی کچھہ خبر نہ معلوم ہونے سے آپکا دل پریشان تھا اون لوگوں کے حال میں اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ اس شان نزول سے اِس سورۃ کی مدنی ہونے کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جہاد مکہ میں کہاں تھا ✣

منزل

سورۃ القارعۃ مکیۃ وھی عبداللہ بن عباس کے قول کے	بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	احدی عشرۃ اٰیۃ موافق یہ سورۃ مکی ہے

اَلۡقَارِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَۃُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡقَارِعَۃُ ؕ﴿۳﴾ یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ

وہ کھڑکھڑاتی کیا ہے وہ کھڑکھڑاتی اور تو کیا بوجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑاتی جسدن ہوویں لوگ جیسے پتنگے

الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۶﴾ فَہُوَ

بکھرے اور ہوویں پہاڑ جیسے رنگی اون دھنی سو جنکی بھاری ہوئیں تولیں سو اُسکو

فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِیۡنُہٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ ؕ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا ہِیَہۡ ﴿ؕ۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَۃٌ ﴿۱۱﴾

گزران ہے من مانتی اور جسکی ہلکی ہوئیں تولیں سو اُسکا ٹھکانا ہے گڑہا اور تو کیا بوجھا وہ کیا ہے آگ دہکتی

ع ۱

قارعہ سخت آواز کو کہتے ہیں صور کی آواز اوسدن بہت سخت ہوگی اسلئے قیامت کا نام قارعہ رکھا گیا ہے۔ بعضے مفسروں نے امہ ہاویہ کے معنے یہہ لکھے ہیں کہ ام دماغ کو کہتے ہیں اسلئے حاصل معنے آیۃ کے یہہ ہیں کہ دوزخی لوگ دوزخ میں سر کے بل ڈالے جاوینگے لیکن صحیح معنے یہی ہیں کہ ہاویہ دوزخ کا نام ہے اور جسطرح بچہ کا ٹھکانا بچہ کی ماں ہوتی ہے اسیطرح

دوزخیوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اسواسطے اوسکو دوزخیوں کی ماں فرمایا اوپر صحیح حدیثوں کا حوالہ گذرچکا ہے کہ دوزخ کی آگ کی گرمی ایک کم ستر حصے دنیا کی آگ سے بڑھکر ہے اور تین ہزار برس تک دوزخ کی آگ دھکائی گئی ہے۔ اسیواسطے دوزخکی آگ کو فقط آگ نہیں فرمایا دھکتی آگ فرمایا ہے جن لوگوں کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہونگی اون لوگوں کا ذکر اس سورۃ میں نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور اکثر سلف کا قول ہے کہ سورہ اعراف میں اہل اعراف جن لوگوں کو فرمایا وہ یہی لوگ ہونگے اور آخر کو یہہ لوگ بھی بغیر دوزخ میں جلنے کے جنت میں داخل ہونگے تفسیر ابن مردویہ میں حضرت جابر کی مرفوع حدیث بھی اس باب میں ہے لیکن اوسمیں کسیقدر ضعف ہے۔ قیامت کے دن کس چیز کا وزن کیا جاویگا۔ اگرچہ اسمیں سلف کا اختلاف ہے لیکن نامہ اعمال کے تولے جانے کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حشر کے دن لوگ بدحواسی سے ایک پر ایک گریں گے اسلئے اُن کی مثال یہاں تینگوں کی اور سورہ قمر میں ٹڈیوں کی فرمائی۔

وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ
اور اکثر صحابہ کے نزدیک مدنی ہے اور یہی قول صحیح معلوم ہوتا	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا	حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کے موافق یہہ سورہ مکی ہے

أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

غفلت میں رکھا تمکو بہتایت کے حرص نے جبتک جا دیکھیں قبریں کوئی نہیں آگے جان لوگے پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لوگے

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ

کوئی نہیں اگر جانو تم یقین کر جاننا بیشک تمکو دیکھنا دوزخ پھر دیکھنا اُسکو یقین کی آنکھہ سے پھر

لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

پوچھینگے تمسے اُسدن آرام کی حقیقت

صحت بدن قوت پر غذا کا ملنا ٹھنڈے پانی کا ملنا۔ اسطرح سب چیزیں جن پر آدمی کی زیست کا مدار ہے یہ سب اللہ تعالےٰ کی نعمتیں ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی ان نعمتونکو کام میں لاتے ہیں اور اطاعت الٰہی سے غافل ہیں اور رات دن دنیا کی مال اور اولاد کی حرص وہوس میں اِن لوگوں کی زیست کٹتی ہے اِس ساری سورہ میں اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگونکو متنبہ فرمایا ہے کہ آدمی کے پیچھے موت ایسی لگی ہوئی ہے کہ مرتے دم تک بھی آدمی مال اور اولاد کی ہوس میں لگا رہے تو بھی دنیا اور دنیا میں جو کچھہ ہے سب چھوڑ جانے کی چیزیں ہیں جو لوگ ان چھوڑ جانے کی چیزوں میں اس طرح مصروف رہوینگے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کی شکرگذاری سے غفلت کریں گے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کے کام میں لانے کی جوابدہی مشکل ہوجاوے گی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی روایتہ سے دیدار الٰہی اور حساب وکتاب کی ایک بہت بڑی حدیث ہے اور